

دو گونہ

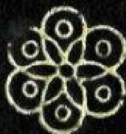
امیر خسرو

کی سو غزلوں کا اردو غزل میں



نیشنل کمیٹی برائے سات سو سالہ تقریبات امیر خسرو

اکتوبر ۱۹۷۵ء



خاکِ درِ میکدہ میں کر لینا تلاش
چاہو جو مجھے بروزِ محشر پانا

حکیم عمر خیام



PdfBy,MiskenMazharAliKhan

Cell No, 00966590510687

دو گُونہ

حضرت امیر خسرو رح

کی سو غزلوں کا
آردو غزل میں ترجمہ

از
صوفی تبسم



نیشنل کمیٹی برائے سات سو سالہ تقریبات
امیر خسرو
اکتوبر ۱۹۷۵ء

طباعت
رہبر پرنٹنگ پریس لمیٹڈ ، لاہور
زیر نگرانی
نیشنل بک فاؤنڈیشن

باسمہٖ

عرض حال !

ماہ جولائی ۱۹۷۴ء کے وسط میں نیشنل کمیٹی کے زیر اہتمام ، ''مجلس مطبوعات'' کا ایک اجلاس ہوا جس میں حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے ہفتصد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر مناسب کتب کو طبع کرانے پر غور کیا گیا ۔ اس ضمن میں خاکسار نے یہ تجویز پیش کی کہ اگر ان مطبوعات میں حضرت امیر کی دس ایک غزلوں کا اُردو میں ترجمہ بھی ہوجائے تو اچھی بات ہوگی ۔ اس پر اراکین مجلس نے تحسین کا اظہار کیا لیکن ساتھ ہی یہ ارشاد ہوا کہ دس غزلوں کا نہیں سو غزلوں کا ترجمہ ہونا چاہیے تاکہ ایک مستقل کتاب کی صورت بن جائے ۔

یہ کٹھن کام تھا لیکن

ع قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

دو مہینوں کی محنت شاقہ کے بعد یہ مرحلہ طے ہوا ۔ خاکسار اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا ہے ، اس کا فیصلہ اہل ذوق ہی کر سکتے ہیں ۔ میں ذاتی طور پر اس کام کی تکمیل کو اُس عقیدت اور محبت پر محمول کرتا ہوں جو مجھے بچپن ہی سے خسرو رح کی ذات اور اُن کی فنکارانہ عظمت سے رہی ہے ۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے مجھے اپنے مکرم دوست پروفیسر وقار عظیم صاحب کا شکریہ ادا کرنا ہے جنھوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی اور ترجمے کے بارے میں بعض نہایت مفید اور اہم عروضی ، لسانی اور بیانی مشورے بھی دیے ۔ پروف ریڈنگ میں میرا ہاتھ بٹایا اور دیباچہ لکھ کر میری حقیر کوشش کو بھی سراہا ۔

کتاب کی طباعت سے پہلے اشعار کی ترتیب اور صفحات کی تزئین کا کام توجہ طلب تھا ۔ محمود رومی صاحب نے جو ''پیکیجز'' میں شعبہ' فنون لطیفہ کے صدر ہیں یہ نازک اور لطیف کام بطریق احسن سرانجام دیا ۔ گرد پوش اُن کی فنکاری اور صوری سج دھج ان کی حسن آفرینی کا ثبوت ہے ۔ اللہ آن کے موقلم کو اور بھی رعنائی اور توانائی عطا کرے ۔

کتاب کی طباعت کے لیے وقت بہت کم تھا ۔ رہبر پریس کے کار پردازوں نے دن رات کام کیا اور کتاب کو میرے منشا کے مطابق تیار کیا ۔ مطبع رہبر کے مالک مرزا محمد صادق میرے دیرینہ دوست ہیں ۔ انھوں نے اس کتاب کی طباعت میں ذاتی دلچسپی لی اور پچاس سالہ دوستی کا حق ادا کیا ۔

مجھے ''نیشنل بک فاؤنڈیشن'' کے ناظم انتظامی عزیزم یونس سعید اور آن کے رفقائے کار کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جھنوں نے کتاب کی طباعت و اشاعت کے

تمام مراحل میں مجھ سے پورا پورا تعاون کیا اور ہر طرح کی سہولتیں مہیا کیں ۔

اخلاص بڑی نعمت ہے ۔ مخلص دوست خوش وقتیوں ہی میں نہیں ، سختیوں میں بھی کام آتے ہیں ۔ ''دو گونہ'' کی طباعت میں ہزار گونہ مشکلات کا سامنا تھا۔ دوستوں نے ہر طرح سے میری یاوری اور حوصلہ افزائی کی ۔ اس ضمن میں اپنے احباب میں سے سب سے زیادہ اپنے ہمدم دیرینہ چودھری شیر محمد حمید ایم اے کا ممنون ہوں جو گزشتہ تین ماہ میں بارہا اپنا گھر بار چھوڑ کر لاہور آئے اور میرے ساتھ دن رات اس کٹھن کام کو سرانجام دیتے رہے ۔ خدا اُن کی دوستی ، خلوص اور جذبۂ مروت کو اور بھی استوار کرے ۔

احقر
صوفی تبسم

تعارف

''دوگونہ'' قند مکرر ہے کہ یہاں خسرو کی شیریں زبانی اور شکر مقالی دو مختلف صورتوں میں لذت کام و دہن کا سرمایہ بہم پہنچاتی ہے ، ایک صورت شیرینیٔ فارسی کی ہے اور دوسری حلاوت اُردو کی ۔ 'دوگونہ' بو قلموں خیالات کے جلووں کا نگارخانہ بھی ہے اور رمز و حقیقت کی سرشاریوں کا میخانہ بھی ، ایسا نگارخانہ اور ایسا میخانہ جس میں ایک ہی پیکر حسن و جمال دو جلوے دکھاتا اور ایک ہی بادۂ خیال دو آبگینوں میں ڈھلتا ہے ۔ 'دوگونہ' ایک معجزۂ فن ہے ، جس کا ظہور اس لیے ممکن ہوا کہ خسرو کے نغمۂ شیریں کو اُردو کے پیکر میں منتقل کرنے کے کام کا بیڑا ایک ایسے شخص نے اُٹھایا جو فارسی کی کلاسیکی شاعری کے اساتذہ میں اُستاذ الاساتذہ کے مقام پر فائق ہے ، بحیثیت شاعر جس کی نغزگوئی کا سکہ اُردو اور فارسی دونوں کی اقالیم سخن میں رواں ہے ، جو اُردو اور فارسی دونوں کے لسانی مزاج کی نزاکتوں اور لطافتوں کا کامل رمز شناس ہے ، اور دونوں زبانوں پر اُس کی قدرت ایک مسلمہ حقیقت ہے ۔

ان سارے امتیازی اوصاف کے باوجود اب سے چند مہینے پہلے جب صوفی صاحب نے خسرو کی غزلوں

کو اردو میں منتقل کرنے کی طرف توجہ کی تو محسوس ہوا کہ اس نابغۂ روز گار کے بے پایاں تخیل کو گرفت میں لانے کے لیے اُس کے پورے کلام کا از سر نو مطالعہ ضروری ہے ۔ اس ضرورت کی تکمیل نے آہستہ آہستہ ایک مہم کی صورت اختیار کر لی ۔ کلام خسرو کے نسخے فراہم ہوئے اور زمانی ترتیب سے اُن کا مطالعہ شروع ہوا ۔ مطالعے کا سفر مرحلے اور منزلیں طے کرتا رہا ۔ ہر مرحلے اور ہر منزل پر خسرو کے فکر و فن کے ایک نئے گوشے ، نئے رخ کا انکشاف ہوتا رہا اور ہر انکشاف سفر شوق کی مہمیز بنتا رہا ۔ یہ سفر شوق کئی مہینے جاری رہا اِس سفر میں کبھی کبھی مجھے بھی صوفی صاحب کی ہمرکابی کا شرف حاصل رہا ، اور اس ہمرکابی میں مجھے اُس انہماک اور استغراق کے مشاہدے کا موقع ملا جو ترجمے کے ان چند مہینوں میں اُن کا معمول بن گیا تھا ۔ خلوت و جلوت میں اب صوفی صاحب کا ذہن خسرو کے تخیلات کی جولا نگاہ تھا ۔ خسرو کی غزلوں کے مصرعے اور شعر گنگنائے جا رہے ہیں ۔ اُنھیں کاغذ پر لکھا جا رہا ہے ، لفظ بدلے جا رہے ہیں ، ترکیبوں میں رد و بدل ہو رہا ہے ، ایک غزل کو چھوڑ کر دوسری غزل کو اختیار کیا جا رہا ہے ۔ ابتدائی مرحلوں میں ترجمے کے لیے جن غزلوں کا انتخاب ہوتا وہ عموماً خیال اور بیان میں سیدھی سادھی ہوتیں ۔ دو ایک لفظوں کی

تبدیلی سے فارسی غزل اردو کی غزل بن جاتی ۔ ''دوگونہ''
کی ابتدائی غزلوں میں یہ رجحان نمایاں ہے ۔

ترجمے کا اگلا مرحلہ پہلے مرحلے کے مقابلے میں
نازک تر اور لطیف تر ہے ۔ یہاں ترجمہ محض نقل نہیں ۔
خسرو کا اسلوب اور اس کا تخیل پوری طرح مترجم کی
گرفت میں ہے ۔ دونوں چیزوں سے اس کی یگانگت کا
رشتہ قریبی بھی ہے اور مستحکم بھی ۔ اب ترجمہ کرتے
وقت حسب ضرورت طرح طرح کی تبدیلیاں عمل میں لائی
جاتی ہیں ۔ ردیفیں ترک بھی کی جاتی ہیں ، اور خوش
آہنگی کی خاطر انھیں طویل تر بھی کیا جاتا ہے ، بحروں
میں تبدیلی روا رکھی جاتی ہے ، اور چھوٹی بحروں کو
طویل تر بحروں کے مقابلے میں ترجیح دی جاتی ہے ۔
اصل میں استعمال ہونے والے لفظوں اور ترکیبوں میں
ایسی تبدیلیاں کی جاتی ہیں جو دو زبانوں اور دوزبانوں
کی شاعری کی روایت کے لازمی فرق سے ہم آہنگ ہوں ۔
ترجمے کا یہ دور ہے کہ اس کی غزلوں کا مطالعہ
کریں تو ان میں بار بار ایسے مصرعے اور شعر آتے ہیں
جنھیں مضمون کی لطافت یا بیان کی نزاکت کی بنا پر اصل
پر تفوق حاصل ہے مثلاً فارسی کا شعر ہے

بارہا کردہ بدم توبہ ز مے باز مرا
چشم مست تو بہ میخانہ کشید اے ساقی

اب ترجمہ ملاحظہ کیجیے :

کر کے توبہ میں چلا آیا تھا میخانے سے
تیری مست آنکھوں نے پھر کھنچ لیا اے ساقی

اب چند مصرعے اور شعر :

(۱) تا تو نہ نمائی رو گیرم زلف

ڈھانک لوں زلف سے تیرا چہرہ

(۲) زیستنم باز مبارک کہ باز
در تن مردہ قدم جان رسید

تن میں پھر تازگیٔ جان آئی
پھر کوئی خلد بداماں آیا

(۳) چہ گویندم کہ دل نہ پند بشنو
کہ صد منزل ز من راہ است تا دل

میں دل کو کس طرح سمجھاؤں ناصح
کہ کوسوں دور ہے مجھ سے مرا دل

(۴) بشنو ز کرم حدیث خسرو

اک بار تو سن لے حال خسرو

(۵) شمع فلک بر آید با آتشیں زبانہ
ساقی نا مسلماں در دہ مئی مغانہ

شمع فلک سے ابھرا وہ آتشیں زبانہ
ساقی مئے مغانہ ، ساقی مئے مغانہ

اور پھر اس سفر شوق میں ایک مرحلہ ایسا آیا جب من و تو کا امتیاز اُٹھ گیا اور خسرو کے نغمے بول اور لے دونوں میں صوفی تبسم کے نغمے بن گئے - وہی سوز اور وہی سرمستی، وہی شیرینی اور وہی رنگینی اور دل و دماغ کو یکساں مسخر اور مسحور کر لینے کا وہی وصف - یہاں خسرو کی واردات ، صوفی تبسم کی اپنی واردات معلوم ہوتی ہے - خسرو کے جس تجربے تک صوفی تبسم نے تخیل کی راہ سے رسائی حاصل کی تھی، اُن کے حسی تجربے نے اُسے زیادہ وسیع اور زیادہ معنی خیز بنا دیا ہے اور یہاں جذبے کے بیان میں گرم جوشی اور سرشاری کی کیفیت زیادہ نمایاں ہے - سرشاری اور گم گشتگی کے اس مرحلے پر اجتہادات کے دروازے کھلے ، بحر ، ردیف ، قافیہ سب نقالی کی گرفت سے آزاد ہوئے اور فارسی غزل ایک لطیف تر اور حسین تر پیکر میں جلوہ آرا ہوئی - اس طرح کی متعدد غزلوں میں سے ایک غزل وہ ہے جس کا مطلع ہے:

نگارا چوں تو زیبا کس ندیدہ است
چناں روے ، نگارا کس ندیدہ است

اس مطلع کا ترجمہ یوں ہوا ہے

مری جاں تجھ سا یہ انداز زیبا کس نے دیکھا ہے
یہ جسم مرمریں ، یہ قد رعنا کس نے دیکھا ہے

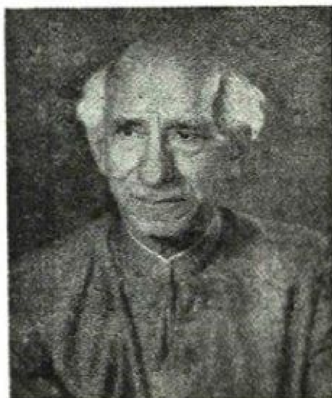
یہاں بحر میں اور ردیف کے الفاظ میں جو تبدیلی نظر آتی ہے
اُسے حسن ذوق کی رہنمائی اور ذہن خلاق کی رسائی کا کرشمہ
سمجھنا چاہیے کہ خیال کی پہنائی اور بیان کی توانائی میں
ترجمے نے اصل کی حدوں کو توڑ کر اپنے لیے نئی حدیں
قائم کی ہیں - یہی منزل ہے جسے میں ترجمے میں معجزۂ فن
کی منزل سمجھتا ہوں اور خسرو کی سو غزلوں کے ترجمے
میں صوفی تبسم کی قادرالکلامی نے یہ معجزہ بار بار
دکھایا ہے۔ ترجمہ کی ہوئی غزلوں میں سے بہت کم ہیں جن
پر صوفی تبسم کی اپنی ذات کی نفاست اور لطافت کا گہرا
نقش نہ ہو - ''دوگونہ'' کا کوئی ورق کھولیے وہ
معجزہ نگاری کا کرشمہ نظر آئے گا ، اور دل اس کرشمے
کو ایک سرمایۂ عزیز جان کر محفوظ رکھنے کا آرزو مند
ہوگا۔

وقار عظیم

سمن آباد ، لاہور
۱۸ اکتوبر ۱۹۷۵ء



امیر خسرو



صوفی تبسّم

خسرو

چو زلفش فتنه شد بر جان دلم آباد کی ماند
غم هجران زحد بیرون درونم شاد کی ماند

مکن عیب ار بنالد جان چو نقد تن همه بُردی
کسی کش خانه غارت گشت بی فریاد کی ماند

دلی داری که دردی نازموده از بلا هرگز
من ارچه درد خودگویم، برآن دل یاد کی ماند

خرابی هاست بر جان من از دست خیال تو
چو سلطان تیغ کین برداشت ملک آباد کی ماند

ترجمہ

وہ گیسو فتنۂ جاں ہوں تو دل آباد کیا ہوگا
غم ہجراں کا یہ عالم تو کوئی شاد کیا ہوگا

جو نالاں ہے مری جاں دل کی ویرانی پہ ہونے دو
کسی بے خانماں کے لب پہ جز فریاد کیا ہوگا

نہ جانے کیسے کیسے داستانِ درد دہرائی
مگر اس درد سے ناآشنا کو یاد کیا ہوگا

تمھاری یاد دل پر لائی ہے بربادیاں کیا کیا
جو سلطاں ہی ستم ڈھائے تو ملک آباد کیا ہوگا

خسرو

سبزه همان و گل و صحرا همان
باغ همان ، سایه هم آنجا همان

گردِ چمن شاهد زیبا بسی
در دلِ من شاهدِ زیبا همان

پهلوی من صد بُتِ جان بخش وای
آنکه مرا میکشد الا همان

نام نماند از دل و جان و هنوز
عشق همان است و تمنا همان

ترجمہ

سبزہ وہی ، دامن صحرا وہی
باغ کا مہکا ہوا سایہ وہی

سامنے نظروں کے بہت نازنین
دل میں مرے شاہد رعنا وہی

ہر طرف ہیں گلرخانِ دلنواز
اس بُتِ بے مہر کا شیوا وہی

کھو دیے ہیں جان و دل ، پھر بھی ابھی
شوق وہی ، ذوقِ تمنا وہی

خسرو

دلم از بخت گهی شاد نبود
جانم از بند غم آزاد نبود

یکدم از عمر گرانی نگذشت
کآن همه ضائع و برباد نبود

گر ببینی دلِ ویران مرا
گوئیا هیچگه آباد نبود

شب همی دانم کُو آمد و بس
بیش ازین خویشتنم یاد نبود

هر چه میخواست همی کرد طبیب
ناتوان را سرِ فریاد نبود

ترجمہ

دلِ بدبخت کبھی شاد نہ تھا
درد و غم سے کبھی آزاد نہ تھا

نہ ملا عمر گراں مایہ میں
ایک لمحہ کہ جو برباد نہ تھا

ایسا برباد ہوا خانۂ دل
جیسے پہلے کبھی آباد نہ تھا

تھا یہی یاد کہ مہماں ہیں وہ
رات کچھ اس کے سوا یاد نہ تھا

جو بھی چاہا کیا چارہ گر نے
کوئی بھی چارۂ فریاد نہ تھا

خسرو

من از دستِ دل دوش دیوانه بودم
همه شب در افسون و افسانه بودم

ز دل شعلۂ شوق می زد بیادش
بران شعلۂ شوق، پروانه بودم

بمسجد رود صبح هر کس بمذهب
منِ نا مسلمان به بتخانه بودم

دل و جان و تن با خیالش یکی شد
همین من در آن جمع بیگانه بودم

خرابیِ خسرو نگفتم برویش
که بی هوش از آن حسن مستانه بودم

ترجمہ

میں کل دل کے ہاتھوں سے دیوانہ تھا
سراپائے افسون و افسانہ تھا

کوئی یاد دل سے اُبھر کر اُٹھی
فروزاں تھا شعلہ، میں پروانہ تھا

مسلمان تھے مسجد میں محوِ دعا
میں کافر رواں سوئے بتخانہ تھا

خیال اُس کا اور جان و دل ایک تھے
فقط اُن میں میں ایک بیگانہ تھا

مری مستیاں مجھ سے خسرو نہ پوچھ
مرے سامنے حُسنِ مستانہ تھا

خسرو

زلف از باد دگر باشد و در شانه دگر
مست بگرفته لبِ ساغرِ مستانه دگر

در غمت جان ز تنم رفت و خیال تو هماند
عاقبت خویش دگر باشد و بیگانه دگر

دل آسوده دگر ، حال پریشان دگر است
شهرِ آباد دگر باشد و ویرانه دگر

اصل شهوت که خود آرائی بود سوختن است
کرم شب تاب دگر باشد و پروانه دگر

اے دل افسانه که گفتی و ببردی خوابم
بہرِ خوابِ اجلم گوی یک افسانه دگر

گفت مجموع دروغ آنچه گمان می بردند
که چو خسرو نبود عاقل و فرزانه دگر

ترجمہ

ہے ہوا میں زلف لرزاں اور، زیرِ شانہ اور
مست کے ہاتھوں میں آیا ساغرِ مستانہ اور

جاں گئی پر دل میں تیری یاد باقی رہ گئی
آخر اپنا، اپنا ہی ہوتا ہے اور بیگانہ اور

ہے دلِ آسودہ کچھ، حال پریشاں اور کچھ
شہر آباد اور شے ہے، ہوتا ہے ویرانہ اور

جس کو کہتے ہیں محبت، ہے فقط جلنے کا نام
کرمِ شب جو ہو سو ہو ہے سوزشِ پروانہ اور

تیرے افسانوں سے اے دل کتنی نیندیں اڑ گئیں
جس سے خواب مرگ طاری ہو کوئی افسانہ اور

کس قدر وہ جھوٹ کہتے ہیں جو فرماتے ہیں یہ
ہم نے خسرو سا نہیں دیکھا کوئی فرزانہ اور

خسرو

خرم آن روز که من آن رخ زیبا بینم
او کند ناز و من از دور تماشا بینم

دل نه و صبر نه و هوش نه و طاقت نه
من در آن صورت زیبا بچه یارا بینم

دل من گاه خرامیدنش از دست برفت
هر کجا پاے نهاد است من آنجا بینم

کیست خسرو که کند بوسه ز پائے تو هوس
این بسم نیست که از دور در آن پا بینم

ترجمہ

کاش میں بھی کبھی وہ چہرۂ زیبا دیکھوں
دور سے ناز بھرے حسن کا جلوہ دیکھوں

دل نہیں، صبر نہیں، ہوش نہیں، تاب نہیں
کس طرح سے میں تری صورت زیبا دیکھوں

یہ ترا حسن خرام اور یہ دل کا عالم
کہ میں مبہوت ترا نقش کف پا دیکھوں

اس کے پا بوس کی دولت ہے بڑی شے خسرو
یہی کافی ہے کہ میں نقش کفِ پا دیکھوں

خسرو

منم بخانه تن اینجا و جان بجاے دگر
بدل توئی و سخن بر زبان بجای دگر

ببوستان روم از غم ولی چه سود که هست
دلم بجای دگر بوستان بجای دگر

مگو که یار دگر کن ، کنم اگر بینم
لطافتی که تو داری همان بجای دگر

کجا بکوے تو ماند نسیم باغ بهشت
زمین است جای دگر ، آسمان بجای دگر

بگو چگونه توان گفت زنده خسرو را
که او بجای دگر ماند و جان بجای دگر

ترجمہ

مکیں ہوں گھر میں، یہاں تن ہے اور جاں ہے کہیں
ہے دل میں راز ترا ، راز کا بیاں ہے کہیں

میں کیسے باغ میں لے جاؤں یہ دل غمگین
کہ میری جاں ہے کہیں اور گلستان ہے کہیں

یہ کہہ رہے ہو کہیں اور دل لگاؤ ، مگر
تمہارے حسن کے جلووں کا یہ سماں ہے کہیں

تمہارے کوچے میں ٹھہرے کہاں نسیم بہشت
کہ یہ زمیں ہے کہیں اور آسماں ہے کہیں

بتاؤ خسرو کو ہم زندہ کس طرح کہہ دیں
کہ وہ ہے اور کہیں اور اس کی جاں ہے کہیں

خسرو

ای سرم را بخاک پات نیاز
عاشقی را ز سر کنم آغاز

گفتی از من نهان مکن رازت
کی شنیدی که من نگفتم راز

یادم آید ز زلف او ای دل
باز گوئی بما شب است دراز

گوشه می گیرم از کمانِ تو لیک
میزند غمزۀ تو تیرم باز

یکدم ای بخت باز روشن کن
چشم محمود را بپای ایاز

ترجمہ

یہ تری خاکِ پا ، یہ میرا نیاز
عشق کا ہر گھڑی نیا آغاز

کہتے ہو مجھ سے راز دل نہ چھپا
میری ہر بات سے عیاں ہے راز

اس کی زلفوں کی یاد آتی ہے
پھر کہو رات کس قدر ہے دراز

جب خطا ہو تو لوٹ آتا ہے
تیرِ غمزہ کا ہے نیا انداز

چشم محمود اب بھی روشن ہے
ہے عجب سرمہ خاکِ پائے ایاز

خسرو

ز من چون دل ربودی ، رفت جان نیز
که در دل داشت شوقت این وآن نیز

ز یاقوتِ لبت ما را طمع هاست
کزو زنده است جان وهم روان نیز

دلی بودم ، شد آن پابند زلفت
نمی یابم ازو نام و نشان نیز

سرِ پابوس تو تنها نه دل راست
که مشتاق است جانِ ناتوان نیز

غمت خسرو چه گوید آشکارا
که نتوان گفت راز تو نهان نیز

ترجمہ

لٹا دل ، لٹ گئی ہے اپنی جاں بھی
سمایا تھا یہاں بھی تو ، وہاں بھی

تیرے لعلیں لبوں کے چومنے کو
ترستا ہے یہ دل بھی اور جاں بھی

تیری زلفوں میں الجھا تھا کبھی دل
مگر اب مٹ گیا نام و نشاں بھی

فقط دل ہی نہیں مشتاقِ پا بوس
کہ ہے بے تاب جانِ ناتواں بھی

بیاں ہو آشکارا کیسے وہ غم
کہا جائے نہ خسرو جو نہاں بھی

خسرو

شبم خیال تو بس با قمر چه کار مرا
من و چو کوه شبی، با سحر چه کار مرا

من آستانِ تو بوسم، حدیثِ لب نکنم
چو من بخاک خوشم با شکر چه کار مرا

اگر قضا است که میرم بعشق تو آرے
بکارهای قضا و قدر چه کار مرا

بطاعتم طلبند و به عشرتم خوانند
من و غم تو، بکار دگر چه کار مرا

ترجمہ

یاد ہے تیری ضوفشاں مجھ کو قمر سے کام کیا
رات ہے میری بے کراں نورِ سحر سے کام کیا

کیوں نہ میں تیرا آستاں ذوقِ نظر سے چوم لوں
بوسۂ لب کو کیا کروں ، قند و شکر سے کام کیا

زیست کی رہگذار میں منزلِ عشق ہے فنا
ہے یہی گر مری قضا ، جبر و قدر سے کام کیا

کیا ہے یہ دولت خوشی ، مجھ کو ہے تیرا غم بہت
طاعت اور عشرت جزا ، ایسی خبر سے کام کیا

خسرو

مرا بهرت خصومت هاست با دل
کنون با من درین سودا و با دل

اگر باد سر زلفت همین است
کجا ما و کجا جان و کجا دل

ز تو از گوشهٔ چشمی اشارت
ز ما عقل و ز ما جان و ز ما دل

چه گویندم که دل نه پند بشنو
که صد منزل ز من راهست تا دل

بیک دلدار بس کن خسرو از آنک
که ننهد هیچ عاشق جا بجا دل

ترجمہ

تری خاطر مرا دشمن ہوا دل
محبت میں مصیبت بن گیا دل

یہی ہیں گر تری زلفوں کے تیور
تو کیا ہم اور کہاں جان اور کیا دل

اُدھر چشم کرم کا اک اشارہ
اِدھر جاں ہے تصدق اور فدا دل

میں دل کو کس طرح سمجھاؤں ناصح
کہ کوسوں دور ہے مجھ سے مرا دل

بس اک دلدار ہی کافی ہے خسرو
کوئی یوں پھینکتا ہے جا بجا دل

خسرو

یا دلم را بـه راز محرم شو
یا تنم را بدوز و مرهم شو

گـر نه ای آگه از درونهٔ من
یک زمانی بـیا و همدم شو

نه شوی کم بـه پـرسشی کـه کنی
ور شوی کم بـدین قـدر کم شو

ور غمت بهرِ بُردنِ دلِ ماست
دلِ مـا را بگـیر و بی غم شو

چند سر بر کنی ز جیب جفا
یا بدامن کش و فراهم شو

ترجمہ

یا مرے رازِ دل کا محرم ہو
یا مرے زخم تن کا مرہم ہو

حالتِ دل کی کیا خبر تجھ کو
ایک پل آ کے میرا ہمدم ہو

کم نہ تُو ہوگا پرسش غم سے
کم اگر ہو بھی ، اتنا تو کم ہو

دلبری کا اگر ہے فکر تجھے
دلبری کر لے ، فارغ غم ہو

اس قدر ہم سے برہمی کیسی
چھوڑ یہ شیوہ ، اب نہ برہم ہو

خسرو

اے آرزوی هزار سینه
و اندر دلِ تو هزار کینه

هستم ز برت که هست پیدا
در جامه، چو می در آبگینه

هر قطرهٔ خون ز چشم من هست
بر خاتمِ عاشقی نگینه

اے عشق چه نام و ننگ جوئی
در آب روان کن این سفینه

ننگِ همه عاشقانست خسرو
مپسند سفال در خزینه

ترجمہ

تو آرزوے ہزار سینہ
اور دل میں ترے ہزار کینہ

وہ جسمِ لطیف پیرہن میں
مے جیسے درونِ آبگینہ

آنکھوں میں مری یہ قطرۂ خون
ہے خاتمِ عشق کا نگینہ

عشق اور یہ حفظ نام و ناموس
طوفان میں چھوڑ یہ سفینہ

خسرو ہے تمھارے عاشقوں میں
ھو جیسے سفال اور خزینہ

خسرو

عشق تو هر لحظه فزون میشود
دل ز غمت قطرهٔ خون میشود

در هوسِ سلسلهٔ زلفِ تو
عقل مبدل بجنون میشود

بسکه گران است سر از جامِ عشق
زیر سرم دست ستون میشود

عشق تو ورزیم که سلطانِ عقل
در کفِ عشق تو زبون میشود

شوق تو جوئیم که از بار آن
قامتِ افلاک نگون میشود

در دل خسرو نگر آن آتش است
کز دهنش دود برون میشود

ترجمہ

یوں لحظہ لحظہ عشق فزوں ہو کے رہ گیا
دل تیرے غم میں قطرۂ خوں ہو کے رہ گیا

اُلجھے کچھ ایسے زلفِ پریشاں کے سلسلے میں
زورِ خرد بھی جوشِ جنوں ہو کے رہ گیا

نشے سے جامِ عشق کے اتنا ہوں سرگراں
یہ ہاتھ میرے سر کا ستوں ہو کے رہ گیا

ہوتے ہیں ہم ہی گرمِ سفر راہِ عشق میں
یہ سالکِ خرد تو زبوں ہو کے رہ گیا

یہ عشق تو برات ہے اپنی، کہ خوف سے
یہ گنبدِ فلک تو نگوں ہو کے رہ گیا

خسرو کے دل میں آتشِ اُلفت کا یہ سماں
طوفانِ آہ اور فزوں ہو کے رہ گیا

خسرو

دل از بند اُلفت رها کے شود
دلت با دَلم آشنا کے شود

بگوئی که از لعل سیراب تو
مرادِ دلِ ما رَوا کی شود

ولی مرهم لعلِ خود کام تو
بکام دل ریشِ ما کی شود

نمی شد دل از بند زُلفش رها
کنون دل نهادیم، تا کی شود

کجا همدم و یار خسرو شوی
که شه همنشینِ گدا کی شود

ترجمہ

دل تری زلف سے رہا کب ہو
جانے تو مجھ سے آشنا کب ہو

لعل سیراب جانفزا سے ترے
حاجتِ دل مری روا کب ہو

تیرے خود کام لب کے مرہم سے
زخم دل کی مرے دوا کب ہو

دل مرا درد ھجر سے آزاد
آج تک تو نہ ہو سکا ، کب ہو

ہمنشیں کیسے ہو تو خسرو کا
بادشہ ہمسرِ گدا کب ہو

خسرو

غم کشی چند یار خویش کنم
گریه بر روزگارِ خویش کنم

بادل خویش درد خود گویم
مویه بر سوگوارِ خویش کنم

چون بجز غم کسی نه محرم ما ست
غم خود غم‌گسارِ خویش کنم

دل نه و جان نه ، پیش تو چه کنم
که ترا شرمسار خویش کنم

یار باید بوقتِ خوردن غم
خسروِ خسته یارِ خویش کنم

ترجمہ

غم ہوا ہے شریک کار اپنا
اب تو رونا ہے روزگار اپنا

دل سے ہی دل کا دکھڑا روتا ہوں
گریہ اپنا ہے ، سوگوار اپنا

ایک غم ہی ہے اپنا محرم راز
ایک غم ہی ہے غمگسار اپنا

دل نہیں ، جاں نہیں تو پھر کیسے
کر سکوں تجھ کو شرمسار اپنا

غم میں لازم ہے اک شریک غم
خسرو غمزدہ ہے یار اپنا

خسرو

خوش بود بادهٔ گلرنگ در ایام بهار
خاصه در سایهٔ گلهای تر اندام بهار

عاشق زارِ بهار است نهانی، سوسن
لیک از شرم نیارد بزبان نام بهار

هوشیار اوست بنزد همه اهل معنی
کو بمستی گزراند سحر و شام بهار

بغنیمت شمر ای دوست اگر یافته ای
روی زیبا و می روشن و ایام بهار

ترجمہ

واہ یہ بادۂ گلرنگ، یہ ایام بہار
سایۂ گل سے ہے روشن رخِ گلفام بہار

ہے تو در پردہ پرستارِ بہاراں سوسن
لب پہ لاتی ہی نہیں شرم سے وہ نام بہار

اہل معنی کی نظر میں ہے وہی صاحب ہوش
وہ جو مستی میں گزارے سحر و شام بہار

ہے عجب دولت بیدار اگر مل جائیں
جلوۂ دوست، مے ناب اور ایام بہار

خسرو

عشق نو است و یار نو است و بهار نو
ز آن رُوی خوب روز نو و روزگار نو

بس نوبهار کهنه که بشکست، زانکه کرد
در چشم نیم مست تو هر دم خمار نو

دارم دل غمین و ندانستم این که باز
هر روز نو شود غمم از غم‌گسار نو

با خاک یادگار برم درد تو که باز
هم یادگار کهنه شود یادگار نو

خواهی ببین و خواه نه، باری، من از دو چشم
ریزم بخاک کوی تو هر دم نثار نو

خسرو ز عشق لافی و جوئی قرارِ دل
بخشد مگر خدای دلت را قرار نو

ترجمہ

نئی بہار ، نیا عشق اور یار نیا
رخ نگار سے ہے رنگِ روزگار نیا

نئی بہار تری نیم مست آنکھوں سے
کہ ہر گھڑی ہے عیاں شیوۂ خمار نیا

وہ غم زدہ ہوں کہ اب تک مجھے نہ تھا معلوم
کہ ساتھ لائے گا غم اپنے غمگسار نیا

یوں زیر خاک ترا درد لے کے آیا ہوں
ہے یادگار کہن ، رنگِ یادگار نیا

ہے میرے اشکِ محبت میں خون دل شامل
متاع نذر نئی، جذبۂ نثار نیا

تجھے ہے عشق میں خسرو قرار دل کی تلاش
خدا عطا کرے شاید کوئی قرار نیا

خسرو

چه داغهاست که بر سینهٔ فگارم نیست
چه دردهاست که برجان بیقرارم نیست

بخاک کوی بسازم چو خاک یار نیم
بر آستانه بمیرم، چو پیش یارم نیست

دلم ز کوشش خون گشت، کام دل نرسید
چه سود دارد بخشش جو بخت یارم نیست

مرا مپرس که دردم نهان نخواهد ماند
که اعتماد بر این چشم اشکبارم نیست

نفس بآخرم آمد از آن دهن سخنی
که بهر کوی عدم هیچ یادگارم نیست

ترجمہ

وہ درد کون سا ہے جس سے دل فگار نہیں
وہ غم ہے کون سا جاں جس سے بیقرار نہیں

میں خاکِ پا جو نہیں ہوں تو خاک راہ سہی
اس آستاں ہی پہ قرباں، جو پائے یار نہیں

ہزار خوں کیا دل، آرزو نہ بر آئی
کسی کا کیا گلہ، یہ بخت سازگار نہیں

نہ پوچھ مجھ سے، یہ غم تو چھپا نہیں رہتا
کہ ضبط اشک میں آنکھوں کا اعتبار نہیں

چلا ہوں سوے عدم میں، کوئی تو بات کرو
کہ میرے پاس کوئی اور یادگار نہیں

خسرو

شگوفه غالیه بوگشت و باد گلرنگ است
هوائے بادهٔ صافی و نغمهٔ چنگ است

چه نقش بندی از اندیشه ای که بی عشق است
چه روی بینی از آئینه ای که در زنگ است

ز شوق جامه بصد پاره گشت همچون گل
هنوز بلبل ما را بناله آهنگ است

تو ای صنم که مرا در دلی چه سود از آن
که درمیان من و دل هزار فرسنگ است

بجنگ تیغ مکش سر به آشتی برگیر
که حاصل است به صلحت هر آنچه درجنگ است

سماع در دل من کار کرد ، سینه بسوخت
هنوز مطرب ما را ترانه در چنگ است

ترجمہ

مہک اٹھی ہے کلی ، اور فضا ہوئی گلرنگ
پلاؤ بادۂ رنگیں ، سناؤ نغمۂ چنگ

بنائے نقش وہ اندیشہ کیا کہ ہے بے سوز
دکھائے عکس وہ آئینہ کیا کہ ہے تہ زنگ

مثال گل ہوا صد چاک پیرہن پھر بھی
تمہارے بلبل شیدا کو نالوں کی ہے امنگ

تو میرے دل میں سمایا تو ہے مگر کیا سود
ہے مجھ سے دور مرا دل ہزارہا فرسنگ

وفا کہے جسے دنیا ، ہے دو دلوں کا ملاپ
اگر ہو صلح سے حاصل تو کس لیے یہ جنگ

جلا دیا مرے ذوق سماع نے مجھ کو
ابھی ہے نغمۂ مطرب درون پردۂ چنگ

خسرو

می نوش که دور شادمانی است
خوش باش که روز کامرانی است

مغرور مشو ببانگ نای
کاواز درای کاروانی است

هر دم که بخوشدلی بر آید
سرمایهٔ حاصل جوانی است

عشق آمد و عقل رخت بر بست
این هم ز کمال کاردانی است

خسرو بگزاف چند لافی
بانگ دهل از تهی میانی است

ترجمہ

مے لا کہ ہے دور شادمانی
خوش ہو کہ ہے وقت کامرانی

نازاں نہ ہو شور چنگ و نے پر
ہے بانگ درائے کاروانی

جو لمحہ مسرتوں میں گزرے
وہ لمحہ ہے حاصل جوانی

عشق آیا ، خرد ہوئی روانہ
ہے یہ بھی کمال کاردانی

یہ لاف و گزاف تیرے خسرو
ہے مثل دھل ، تہی میانی

خسرو

آن را که غم تو یار باشد
با خوش دلی اش چه کار باشد

صوفی چو شکست توبه، ساقی
مگذار که هوشیار باشد

مستی که سبو کشد مپندار
کو را قدم استوار باشد

معذور بود ز ناله بلبل
جاے که گل و بهار باشد

جاں دادم و داغ عشق بردم
کانجا ز تو یادگار باشد

خسرو بغلامی ات عزیز است
گر خوار کنیش خوار باشد

ترجمہ

جس کو ترے غم سے پیار ہوگا
تا حشر وہ بے قرار ہوگا

صوفی نے شکست توبہ کی ہے
اب پھر نہ وہ ہوشیار ہوگا

یہ جام شراب عشق پی کر
کس کا قدم استوار ہوگا

بلبل وہیں نغمہ ریز ہوگی
گلشن پہ جہاں نکھار ہوگا

جاں دے کے ملا یہ عشق کا داغ
واں پر تری یادگار ہوگا

ہے تیری غلامی شان خسرو
آزاد نہ کر کہ خوار ہوگا

خسرو

از همچو توئی برید نتوان
بر تو دگری گزید نتوان

تا چند کشم جفایت آخر
محنت همه عمر دید نتوان

یاران عزیز پند گویند
گویند ولی شنید نتوان

ایوان مراد بس بلند است
آنجا به هوس رسید نتوان

این شربت عاشقی است خسرو
بی خون جگر چشید نتوان

ترجمہ

تجھ جیسے حسیں کو چھوڑ دے کون
یوں دل کو لگائے اور سے کون

ہر روز نیا ستم ، نیا جور
یہ سختیاں عمر بھر سہے کون

احباب مرے ، مجھے نصیحت
کرتے ہیں بہت مگر سنے کون

یہ منزل عشق ہے بہت دُور
جز اہل وفا پہنچ سکے کون

یہ شربت عاشقی ہے خسرو
بے خون جگر مگر پیے کون

خسرو

گر مه چو تو باجمال باشد
خورشید کم از هلال باشد

بر روی زمین نظیر رویت
در آئینه هم خیال باشد

ما را که بدیدنت هلاکیم
نادیدن تو چه حال باشد

میکن ستم و جفا که خوبی
گر لطف کنی وبال باشد

تا کی سخن وفا، رها کن
خوبی و وفا محال باشد

بشنو ز کرم حدیث خسرو
هرچند ترا ملال باشد

ترجمہ

جب مہ میں ترا جمال ہوگا
خورشید وہاں ہلال ہوگا

ہو عکس نظیر حسن تیرا
وہ بھی فقط اک خیال ہوگا

تُو پہلو میں ہے، تو ہے یہ عالم
کیا تیرے بغیر حال ہوگا

ہے جور و جفا ہی شان تیری
یہ لطف تو اک وبال ہوگا

کر ذکر نہ شیوۂ وفا کا
یہ تیرے لیے محال ہوگا

اک بار تو سن لے حال خسرو
ہر چند تجھے ملال ہوگا

خسرو

اے آرزوی امیدواران
اے مرهم دردِ دلفگاران

از دشمنی هر چه بود ، کردی
اےِ دوست چنین کنند یاران

تا سایهٔ زلفِ تو بدیدم
دیوانه شدم چو سایه داران

می گریم بر غریبی خویش
چون ابر به موسم بهاران

تا کے گذری بسوی خسرو
چون بر سرِ کشتِ خشک ، باران

ترجمہ

اے آرزوے امیدواراں
اے مرهم درد دلفگاراں

هر رنگ میں تو نے دشمنی کی
اے دوست یہی ہے رسم یاراں ؟

جب سے پڑا مجھ پہ سایۂ زلف
دیوانہ هوں مثل سایہ داراں

غربت پہ ہوں اپنی گریاں جیسے
روتا هُوا ابر نوبہاراں

ہے مزرعۂ خشک ، قلبِ خسرو
تُو آ کے برس مثال باراں

خسرو

تا از برِ تو شدم جدا من
یا رب که غمت چه کرد با من

از دیدنِ تو ز دست رفتم
ای کاش ندیدمی ترا من

رفت آنکه بیکدگر رسیدیم
من بعد کجا تو و کجا من

گر زنده بمانم اندر این غم
جز مرگ نخوانم از خدا من

گیرم به غمم رها کنی تو
هرگز غم تو کنم رها من

کس نیست بدین ستم گرفتار
یا خسرو دل شکسته یا من

ترجمہ

اے جاں ہوا تجھ سے کیا جُدا میں
خود آپ سے ہی بچھڑ گیا میں

دیکھا تجھے اور کھو گیا میں
اے کاش تجھے نہ دیکھتا میں

عرصہ ہُوا ہم بہم ہوئے تھے
پھر تُو کہاں اور کہاں رہا میں

اس غم میں اگر رہا میں زندہ
بے موت ہی گویا مر گیا میں

تو نے تو مجھے بھلا دیا ہے
لیکن نہ تجھے بھلا سکا میں

ہے کون ستم میں یوں گرفتار
یا خسروِ دل شکستہ یا میں

خسرو

اے شمعِ رُخ تو مطلع نُور
زین حُسنِ جمال، چشمِ بدُ دور

با پرتوِ عارض تو خورشید
چون شمع در آفتاب بی نُور

خاطر نرود بگلستانی
آن را که جمالِ تست منظور

از رُوی تو شام صبح گردد
وز زلفِ تو صبح، شام دیجور

بردار غمت حلال باشد
زو وصل تو گشته همچو منصور

خسرو که همیشه بر در تست
از در گهِ خود مکن ورا دور

ترجمہ

یہ شعلۂ رُخ، یہ مطلعِ نور
یہ حسن و جمال، چشمِ بد دور

سورج ترے رُخ کے رُوبرو ہے
ہو دھوپ میں جیسے شمع بے نور

کیا اس کو خوش آئے جلوۂ گل
دیدار ترا ہو جس کو منظور

رخ سے ترے شام، صبح روشن
گیسو سے سحر ہے شام دیجور

ہے دار برات تیرے غم کی
ملتا ہے یہیں مقام منصور

دیرینہ گدائے در ہے خسرو
اس در سے وہ کس طرح رہے دور

خسرو

شمع فلک بر آید با آتشین زبانه
ساقیِ نا مسلمان در ده میِ مغانه

رو تا رویم بیرون دستم بگردن تو
تو بیخودِ صبوحی، من بیهشِ زمانه

ای مه غلام حسنت چون در خمار باشی
نی رو ز خواب شسته، نی موی کرده شانه

مُطرب به رُودِ خود زن دستی برابر باران
وین زهد خشکِ مارا ترکن بیک ترانه

خسرو خرابِ مطرب تو، مست ناز و سرخوش
هان در چنین نشاطی یک رقصِ عاشقانه

ترجمہ

شمع فلک سے ابھرا وہ آتشیں زبانہ
ساقی مےِ مغانہ ! ساقی مے مغانہ !

اس بزم سے چلیں ہم یوں ہمکنار ہو کر
تو مستِ جام صہبا ، میں بے خود زمانہ

یہ خواب بستہ آنکھیں ، اس پر خمار توبہ !
چہرہ بغیر غازہ ، گیسو بغیر شانہ

وہ ساز چھیڑ مطرب ، نغموں کا ابر برسے
یہ زہد خشک تر ہو ، ایسا کوئی ترانہ

خسرو ہے محوِ نغمہ ، تو مستِ ناز و عشوہ
اس سرخوشی میں جاناں ، اک رقص عاشقانہ

خسرو

نی کار کسی است عشق بازی
کو دل نه نهد به جان گدازی

عشقی که نه جان دهند در وی
بازی باشد ، نه عشقبازی

می آئی و میچکد ز تو ناز
کز سر تا پای جمله نازی

تن غرقهٔ خونست ، سجده بپذیر
کاین جامه نمی شود نمازی

محمود وشانِ عشق را کشت
حسنت بکرشمهٔ ایازی

زلفت که حدیثِ او دراز است
آموخت شب مرا درازی

ترجمہ

وہ خاک کرے گا عشقبازی
جس میں نہیں ذوق جانگدازی

جس عشق میں جان پر نہ کھیلیں
بازی ہے ، نہیں وہ عشقبازی

ہر جلوے میں ہے تراوش ناز
ہر غمزہ ہے آرزو نوازی

میں غرقۂ خوں ہوں ، سجدہ کرلوں
گو جامہ نہیں مرا نمازی

محمود وشوں کو مار ڈالا
اللہ رے شیوۂ ایازی

یہ زلفِ دراز اللہ اللہ
آبھری مری رات کی درازی

خسرو

رسید باد صبا، تازه کرد جان مرا
نهفته داد بمن بوی دلستانِ مرا

مرا گذر بگلستان بس است لیک چه سود
که سوی من گذری نیست گلستان مرا

نشان نماند ز نقشم، کجاست عارض او
که در کشد قلم این نقش بی نشانِ مرا

فغان من ز کجا بشنود بگوش، آن شوخ
که خود نمی شنود گوشِ من فغان مرا

پرید جانب او مرغ روح، با من گفت
که من شدم، تو نگهدار آشیانِ مرا

ترجمہ

بہار آئی ہُوا تازہ پھر جہاں میرا
صبا کے دوش پہ آیا وہ جانِ جاں میرا

میں سیرِ باغ کو جاؤں مگر مرے ہمدم
نظر تو آئے کہیں مجھ کو گلستاں میرا

چُرا کے لاؤ کہیں سے کسی کی تابشِ حسن
کہ پھر چمک اُٹھے یہ نقشِ بے نشاں میرا

یہ میرے کان تو سنتے نہیں وری آواز
سنے وہ کس طرح یہ قصۂ فغاں میرا

اُڑا جو اُس کی طرف مرغِ جاں تو مجھ سے کہا
کہ میں چلا تو سنبھال آ کے آشیاں میرا

خسرو

ابر می بارد و من می شوم از یار جدا
چون کنم دل ، بچنین روز ، ز دلدار جدا

ابر و باران و من و یار ستاده بوداع
من جدا گریه کنان ، ابر جدا ، یار جدا

سبزه نوخیز هوا خرم و بستان سرسبز
بلبلِ روی سیه مانده ز گلزار جدا

دیده از بهر تو خونبار شد ، ای مردم چشم
مردمی کن ، مشو از دیدهٔ خونبار جدا

نعمتِ دیده نخواهم که بماند پس ازین
مانده چون دیده از آن نعمتِ دیدار جدا

ترجمہ

رُت میں برسات کے ہوتے ہیں کبھی یار جدا
مجھ سے ہوتا ہے ، وہ دیکھو ، مرا دلدار جدا

ابر و باراں کی فضا میں یہ جدائی کا سماں
میں جدا اشک فشاں ، ابر جدا ، یار جدا

سبزہ و غنچہ ، گل و لالہ ، صبا ، سب باہم
مجھ سے ہے کس لیے یہ رونق گلزار جدا

آنکھ خونبار ہے تیرے لیے اے مردمِ چشم
کیسے تجھ سے ہو مرا دیدۂ خونبار جدا

میں نے مانا بڑی نعمت ہیں یہ آنکھیں، لیکن
حیف آنکھوں سے رہے نعمتِ دیدار جدا

خسرو

نبودی آنکه منت دلنواز می گفتم
چرا ز ساده دلی باتو راز می گفتم

همه حکایت نازِ تو گفتمی زین پیش
کنون بلای من است آنکه ناز می گفتم

خوش آن شبی که بروی تو باده میخوردم
بآب دیده همه شب نیاز می گفتم

عظیم درد سر آورد نازنین مرا
که من فسانه بغایت دراز می گفتم

ترجمہ

نہ جانے کیسے تمھیں میں نے دلنواز کہا
یہ میری سادہ دلی تھی کہ دل کا راز کہا

یونہی سنائیں ترے نازِ حسن کی باتیں
وبال جاں تھا جسے میں نے حُسن ناز کہا

جو روبرو ترے پی مے تو اس مسرت
ہے جو اشک انھیں نذرانہ نیاز کہا

جو اِس کے سننے کی آس نازنیں میں تاب نہ تھی
تو میں نے کس لیے یہ قصۂ دراز کہا

خسرو

آخر نگاهی برحال ماکن
درد دلم را روزی دوا کن

از دست هجران من در بلایم
یا رب به فضلت آن را دوا کن

گفتی به وصلت روزی نوازم
وقت است جانان وعده وفا کن

زین بیش مارا از خود میازار
اندیشه آخر روز جزا کن

من در فراقت شوریده حالم
باز آ و رحمی برحال ما کن

درعشق خسرو دل را چه قیمت
جان و روان را پیشش فنا کن

ترجمہ

کچھ تو مری جاں خوفِ خدا کر
اس دردِ دل کی کچھ تو دوا کر

مہجوریوں کا مارا ہوا ہوں
اپنے کرم کی نعمت عطا کر

ملنے کا تو نے وعدہ کیا تھا
آ میری جاں آ ، وعدہ وفا کر

آخر کوئی حد ، جور و ستم کی
کچھ تو خیالِ روزِ جزا کر

آ دیکھ میری آشفتہ حالی
قلبِ تپاں کو صبر آشنا کر

الفت میں خسرو کیا دل کی قیمت
روح و رواں کو نذرِ فنا کر

خسرو

مهی گذشت که چشمم مجال خواب ندارد
مرا شبی است سیه رو که ماهتاب ندارد

نه عقل ماند نه دانش نه صبر ماند نه طاقت
کسی چنین دل بیچارهٔ خراب ندارد

تو ای که با مهِ من خفته ای بناز، شبت خوش
منم که روز مراد من آفتاب ندارد

چو گویمت که بخوابم خوش است دیدنِ رویت
مخند بیهده بر بیدلی که خواب ندارد

ز حال خسرو پُرسی، چه پرسی اش که ز حیرت
بپیش روی تو جز خامشی جواب ندارد

ترجمہ

کہاں ہے چاند کہ مجھ کو مجال خواب نہیں ہے
شب سیہ میں مری نور ماھتاب نہیں ہے

نہ عقل باقی، نہ دانش، نہ صبر اور نہ طاقت
کہیں بھی ایسا دلِ خستہ و خراب نہیں ہے

تری یہ رات کہ اس مہ جبیں سے ہے رخشندہ
مرا یہ دن کہ نصیب اس کو آفتاب نہیں ہے

تجھے میں خواب ھی میں دیکھ لوں غنیمت ہے بس
مگر یہ آنکھ مری آشنائے خواب نہیں ہے

نہ پوچھ کیسا ہے خسرو کہ تیرے ہوتے ہوئے
سوائے خامشی اس کا کوئی جواب نہیں ہے

خسرو

بیار ساقی و جام شراب در گردان
خراب کردۂ خود را خراب تر گردان

ز بہر دُرد کشان آبگینہ حاجت نیست
یکی سفال شکستہ بیار و در گردان

ہنوز عقل ز تو دیر می دہد خبرم
لبا لبم دوسہ پیش آر و بے خبر گردان

بترک صحبت دیرینہ گفتمش ہوس است
بفضل خویش خدایا دلش دگر گردان

ترجمہ

اٹھا صراحی، یہ جام شراب بھر کر دے
خراب حال کو اپنے، خراب تر کر دے

میں درد کش ہوں نہیں حاجت آبگینے کی
کوئی سفال شکستہ ہی تو ادھر کر دے

ابھی میں ہوش میں ہوں، دور دور ہوں تجھ سے
دو جام اور پلا، اور بے خبر کر دے

ہے ترک صحبتِ دیرینہ آرزو اس کی
اِس آرزو ہی کو یا رب تو بے اثر کر دے

خسرو

عمرم گذشت و روی تو دیدن نیافتم
طاقت رسید و با تو رسیدن نیافتم

بر دوست خواستم که نویسم حکایتی
از آب دیده، دست کشیدن نیافتم

مرغم کز آشیان سلامت جدا شدم
ماندم ز آشیان و پریدن نیافتم

گفتی بخون من سخنی هم خوشم و لیک
چه سُود کز لبِ تو شنیدن نیافتم

شد جان خسرو آب که از ساغر امید
یک شربت مراد چشیدن نیافتم

ترجمہ

تا مرگ تیرے وصل کی راحت نہ مل سکی
آنکھیں ملیں تو دید کی نعمت نہ مل سکی

چاہا کوئی حکایت غم دوست کو لکھوں
ان اشک ریزیوں ہی سے فرصت نہ مل سکی

وہ بدنصیب ہوں کہ چھٹا پہلے آشیاں
پھر اس کے بعد اڑنے کی طاقت نہ مل سکی

مژدہ تو میرے قتل کا مجھ کو ملا مگر
یہ مژدہ تجھ سے سننے کی راحت نہ مل سکی

جس ساغر امید پہ خسرو نے جان دی
اس ساغر امید کی لذت نہ مل سکی

خسرو

بر جمالت مبتلایم چون کنم
من بعشقت بر نیایم چون کنم

لاف عشقت می زنم جانان ولی
بس فقیر بے نوایم چون کنم

سر بشاهان در نمی آرد حریف
من که درویش و گدایم چون کنم

خسرو بے چاره میگوید بعشق
عاشقِ روی شمایم چون کنم

ترجمہ

حسن پہ تیرے فدا ہوں کیا کروں
عشق میں ڈوبا ہوا ہوں کیا کروں

عشق پر تیرے تو ہوں نازاں مگر
اک فقیر بے نوا ہوں کیا کروں

بادشاہِ ناز ہے میرا حریف
اور میں مسکیں گدا ہوں کیا کروں

خسرو بے چارہ کہتا ہے یہی
عاشق صادق ترا ہوں کیا کروں

خسرو

یار زیبای مرا باز بمن بنمائید
تُرک رعنای مرا باز بمن بنمائید

لاله می رویدم از خونِ جگر بر رخسار
سروِ بالای مرا باز بمن بنمائید

نیست آراسته بی آن مه زیبا مجلس
مجلس آرای مرا باز بمن بنمائید

پیشتر زانکه به یغما برود خانۂ عمر
میر یغمای مرا باز بمن بنمائید

از فراقم همه نا سازی و نا بینائی است
یار زیبای مرا باز بمن بنمائید

ترجمہ

یار زیبا کو مرے پھر سے یہاں لے آؤ
تُرک رعنا کو مرے پھر سے یہاں لے آؤ

پھر کھلا ہے میرے چہرے پہ لہو سے گلزار
سرو بالا کو مرے پھر سے یہاں لے آؤ

کوئی مجلس نہیں آراستہ ہوتی اس بن
مجلس آرا کو مرے پھر سے یہاں لے آؤ

پیشتراس کے کہ لٹ جائے مرا خانۂ زیست
میر یغما کو مرے پھر سے یہاں لے آؤ

اس کی فرقت سے ہے سب کلفت وظلمت خسرو
یار زیبا کو مرے پھر سے یہاں لے آؤ

خسرو

نگارا چون تو زیبا کس ندیده است
چنان روی نگارا کس ندیده است

نهان می دار از من خویشتن را
چنین خود آشکارا کس ندیده است

بیا امروز تا سیرت به بینم
مگو فردا که فردا کس ندیده است

تماشا می کنم در باغ رویت
و زین خوشتر تماشا کس ندیده است

ز خسرو دل که دزدیدی بده باز
مگو دیده است کس یا کس ندیده است

ترجمہ

مری جاں تجھ سا یہ انداز زیبا کس نے دیکھا ھے
یہ جسم مرمریں ، یہ قد رعنا کس نے دیکھا ھے

تو اپنے حسن کو اے دوست مجھ سے بھی چھپا کر رکھ
کہ ایسے حسن کو یوں آشکارا کس نے دیکھا ھے

مری جاں آج ھی آ ، دیکھ لوں جی بھر کے میں تجھ کو
نہ لے تو نام فردا کا کہ فردا کس نے دیکھا ھے

جہان حسن کی رعنائیوں میں کھو گیا ھوں میں
یہ جلوہ ، یہ نظارہ ، یہ تماشا کس نے دیکھا ھے

چرایا ھے اگر تو نے دلِ خسرو تو لوٹا دے
نہ مجھ کو یہ سنا ، کس نے نہ دیکھا ، کس نے دیکھا ھے

خسرو

مهی برآمد و از ماه من خبر نرسید
نسیمی از سر آن زلفِ تازه تر نرسید

زبان ز پرسش آیندگانم آبله شد
کز آن مسافر ره دور من خبر نرسید

ز خونِ دیده نوشتم هزار نامهٔ درد
هنوز قصهٔ اندوه من بسر نرسید

گذشت بر دلم اندوه صد هزار قیاس
هنوز این شب هجرِ مرا سحر نرسید

بصد دعا نظری خواست در رخش خسرو
در انتظار بمرد و بآن نظر نرسید

ترجمہ

یہ چاند نکلا ، پر اُس چاند کی خبر نہ ملی
کسی کے گیسو کی وہ بوئے تازہ تر نہ ملی

سُراغ پوچھتے میری زباں ہوئی زخمی
پر آنے والوں میں اس کی کوئی خبر نہ ملی

سرشک خونیں سے لکھتا رہا میں نامۂ درد
یہ نا تمام رہا ، داد چشم تر نہ ملی

ہزار وسوسے غم کے گزر گئے دل پر
شب فراق کو اب تک کہیں سحر نہ ملی

تمام عمر اُسے ڈھونڈتا رہا خسرو
اجل ملی مگر اس شوخ سے نظر نہ ملی

خسرو

بـاز با دردِ جدائی چون کنم
بـاز باهجرِ آشنائی چون کنم

دل ز جان چو برکنم روز وداع
ترک آن ترک ختائی چون کنم

عقل گوید ، پارسائی پیشه کن
مست عشقم ، پارسائی چون کنم

گفتمش روز وداع دوستان
گر بزودی باز نائی چون کنم

گفت کای مستغرق دریای عشق
خسروم من بی وفائی چون کنم

ترجمہ

ھجر سے پھر آشنائی کیا کروں
لے کے پھر دردِ جدائی کیا کروں

دل کو جاں سے کس طرح کرلوں جدا
وہ چلا تُرکِ ختائی کیا کروں

عقل کھینچے پارسائی کی طرف
رند ھوں میں، پارسائی کیا کروں

جا کے تو آیا نہ گر جانِ وفا
ایسا اندازِ جدائی کیا کروں

تو تو دریائے وفا میں غرق ھے
تجھ سے خسرو بے وفائی کیا کروں

خسرو

گل ز بیم باد زیر پرده می دارد چراغ
آری آری باد را طاقت نمی آرد چراغ

هر شبی پروین که عکسِ خویش در آب افگند
آسمان گوئی میانِ آب می کارد چراغ

برگ می ریزد ز گل ، دانم خزان خواهد رسید
میهمان آید بخانه چونکه گل بارد چراغ

بی چراغ ِمی جان در دیدۂ خسرو خوش است
ساقیِ خورشید روی کُو که بسپارد چراغ

ترجمہ

گل ہوا کے خوف سے چھپ چھپ کے چمکائے چراغ
ورنہ زور باد کی یوں تاب کیا لائے چراغ

رات پانی میں ابھرتا عکس پروین دیکھنا
آسماں جیسے یہاں آکر آگا جائے چراغ

پھول بکھرے اور پت جھڑ کا سماں پیدا ہوا
گل گرا کر یونہی مہماں کی خبر لائے چراغ

بے چراغ بادہ خسرو یہ جہاں تاریک ہے
ساقی خورشید رو آئے تو جل جائے چراغ

خسرو

دل ز تن بُردی و درجانی هنوز
دردها دادی و درمانی هنوز

آشکارا سینه ام بشگافتی
همچناں در سینه پنهانی هنوز

ملک دل کردی خراب از تیغ کین
و اندرین ویرانه سلطانی هنوز

هر دو عالم قیمت خود گفته ای
نرخ بالا کن که ارزانی هنوز

ما بگریه چون نمک بگداختیم
تو بخنده شکرستانی هنوز

ترجمہ

لے گیا دل پھر بھی جانِ جاں ہے تو
درد دے کر درد کا درماں ہے تو

کر دیا سینے کو میرے چاک چاک
پھر بھی سینے میں مرے پنہاں ہے تو

پہلے تو نے ملک دل ویراں کیا
اب اسی ویرانے میں سلطاں ہے تو

ہے متاع دو جہاں قیمت تری
پھر بھی اے جاں کس قدر ارزاں ہے تو

شور زار دیدۂ گریاں ہیں ہم
شکرستانِ لب خنداں ہے تو

خسرو

صد دل اندر زلفِ شبگون سوخته است
گوئیا در شب چراغ افروخته است

دل بشمشیر جفا بشگافته است
وانگه از تیرِ مژه بردوخته است

گریه چندان شد که در خون دلم
مردمِ چشم آشنا آموخته است

اے مسلمانان یکی بازم خرید
کاو مرا بر دست غم بفروخته است

ترجمہ

زلف میں دل جلوں کا ڈیرا ہے
شب تاریک میں اجالا ہے

دل کو تیغ جفا سے کاٹ کے پھر
تیر مژگاں سے اس کو جوڑا ہے

سیل گریہ نے میری آنکھوں کو
خون میں تیرنا سکھایا ہے

دوستو! تم خریدو، اس نے مجھے
درد کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے

خسرو

باز بوی گل مرا دیوانه کرد
باز عقلم را صبا بیگانه کرد

گل چو شمعِ خوبروئی بر فروخت
بلبلِ بیچاره را پروانه کرد

جان من آن آشنا گوئی توئی
کُو مرا از جان خود بیگانه کرد

من نمی دانم که چون باشد پری
شکل تو باری مرا دیوانه کرد

از دلِ خسرو چه پُرسی حال او
قبله را درکار این بتخانه کرد

ترجمہ

اِس بوئے گل نے پھر مجھے دیوانہ کر دیا
بادِ صبا نے عقل سے بیگانہ کر دیا

گل نے کچھ اس ادا سے جلایا چراغِ حسن
بے چاری عندلیب کو پروانہ کر دیا

وہ آشنا خود آپ مری جان ہی تو ہے
یوں جس نے مجھ کو جان سے بیگانہ کر دیا

مجھ کو خبر نہیں کہ کسے کہتے ہیں پری
مجھ کو تو تیرے حسن نے دیوانہ کر دیا

کیا پوچھتے ہو دوستو خسرو کے دل کا حال
اُس نے تو ایک کعبے کو بتخانہ کر دیا

خسرو

نازنینان و چار بالش ناز
خاکساران و آستان نیاز

نام و ناموس و دین و دنیا را
چه محل پیشِ عاشقِ جانباز

من ازین در کجا توانم رفت
مرغ پر بسته کی کند پرواز

امشب از رفته باز نتوان گفت
زانکه شب کوته است و قصه دراز

عشق در هر دلی فرو ناید
زانکه هر سینه نیست محرم راز

خسرو ار گریه کرد معذور است
کش چو شمع است کار سوز وگداز

ترجمہ

نازنینوں کی جلوہ گاہ ناز
خاکساروں کا آستان نیاز

نام و ناموس ، دین و دنیا کو
کیا کرے لے کے عاشق جانباز

تیرا در کیسے چھوڑ کر جاؤں
مرغ پر بستہ کیا کرے پرواز

عہد رفتہ کا آج ذکر نہ چھیڑ
رات چھوٹی ہے اور قصہ دراز

عشق ہر دل میں کیا اتر آئے
دل نہیں ہر کسی کا محرم راز

خسرو غمزدہ کو رونے دو
شمع کی زندگی ہے سوز و گداز

خسرو

شبی با ما خیالِ خویشتن را میهمان گردان
ز باغ عارض خود مجلسم را بوستان گردان

هوس دارم از آن نرگس نگاهی سوی من بنگر
چو چشم ناتوان خود مرا هم ناتوان گردان

خدا را چند سوزم ز آتشِ بی مهری آن مه
بده صبری مرا یا بامن آو را مهربان گردان

غم عشق تو دارد پائمالم تا شوم کشته
تو هم با آو جفا را بهر قتلم هم عنان گردان

چه پنهان می شوی بنمای روی خویش ، خلقی را
چو خسرو هر طرف از عشقِ خود بی خانمان گردان

ترجمہ

کبھی اپنے تصور کو ہمارا میہماں کر دے
بہارِ حسن سے محفل ہماری گلستاں کر دے

کبھی ان نرگسی آنکھوں سے ہم کو دیکھ لے آ کر
نگاہ ناتواں کی طرح ہم کو ناتواں کر دے

جلوں کب تک میں یارب اس کی بے مہری کے شعلوں میں
مجھے ہی صبر دے یا اس کو مجھ پر مہرباں کر دے

غم و دردِ محبت نے مجھے پامال کر ڈالا
تو اب جور و ستم کو اپنے ان کا ہم عناں کر دے

چُھپا کیوں ہے، کبھی اس خلق میں بھی جلوہ آرا ہو
اِسے بھی اپنے خسرو کی طرح بے خانماں کر دے

خسرو

گرچه بربود عقل و دین مرا
بد مگوئید نازنین مرا

گوشش از بارِ در گران گشت است
نشنود نالهٔ حزین مرا

آخر ای باغبان یکی بنمای
بمن آن سروِ راستینِ مرا

عشق در کار خوبرویان کرد
زهد و تقوی و کفر و دینِ مرا

خسروا بگذر از سرم که ز اشک
بیم غرق است همنشینِ مرا

ترجمہ

لے گیا عقل اور دیں میرا
پھر بھی اچھا ہے نازنیں میرا

بار ُدر سے گراں ہیں گوش اس کے
کیا ُسنے نالۂ حزیں میرا

باغباں مجھ کو دیکھ لینے دے
وہ حسیں سروِ راستیں میرا

عشق میں دلبروں کے کام آیا
کفر و ایمان ، و زھد و دیں میرا

ڈر مرے سیل اشک سے خسرو
ڈوبنے کو ہے ھمنشیں میرا

خسرو

گذشت عمر و هنوز از تقلب و سودا
نشسته ام مترصد میان خوف و رجا

چون خاک بر سر راه امید منتظرم
کزان دیار رساند صبا نسیم وفا

میان صومعه و دیر گرچه فرقی نیست
چو من بخویش نباشم چه اختیار مرا

کسی که بر در میخانه تکیه گاهی ساخت
چه التفات نماید بمسند دارا

ز بسکه قصهٔ دردم رود بهر طرفی
چو من ضعیف شد از باد غم نسیم صبا

خوش آن کسی که درین دور میدهد دستش
حریف جنس و می صاف و گوشهٔ تنها

ترجمہ

تمام عمر کٹی سر میں ہے وہی سودا
بھٹک رہا ہوں ابھی تک میان بیم و رجا

بسان خاک سر راہ، انتظار میں ہوں
کہ اس دیار سے لائے صبا نسیم وفا

اگرچہ صومعہ و دیر میں نہیں کچھ فرق
میں خود میں گم ہوں نہیں اس میں اختیار مرا

شراب خانے کے در پر جو آکے بیٹھ گیا
نظر میں جچتی نہیں اس کی، مسندِ دارا

فضا میں پھیلا ہے ہر سمت میرا قصۂ درد
دبی ہے میری طرح بار غم سے باد صبا

ہے خوش وہی جسے اس دور میں میسر ہو
حریف جنس و مے صاف و گوشۂ تنہا

خسرو

زاد چون از صبح روشن آفتاب
ساقی خورشید رو در ده شراب

خرم آن کو غرق می باشد مدام
چون خیال دوست، در می های ناب

عاشقی با پارسائی هم خوش است
همچنان کافتد میان باده، آب

آخر شب صبح را کردم غلط
زانکه هم رویش بد و هم ماهتاب

ترجمہ

وہ سحر آئی وہ ابھرا آفتاب
ساقی گلفام لا جام شراب

دل وہی جو اس طرح سرشار ہو
جیسے یاد یار سے جام شراب

عاشقی اور پارسائی بھی ہے خوب
جس طرح مے میں مزا دے جائے آب

آخر شب صبح کا دھوکا ہوا
تھے بہم خورشید رُو اور ماہتاب

خسرو

خرابی من از آن چشم پر خماری پُرس
هلاک جانم از آن لالهٔ بهاری پُرس

دلم که زود فراموش می کند خود را
مپرس هیچ ز هجران و بیقراری پُرس

مراست درد سری از خمار مستی عشق
علاج دردم از آن نرگس خماری پُرس

کجاست دولت آنم که بر درت باشم
نشان من بسر کوی خاکساری پُرس

سرود ذوق فراوان شنیده ای، اکنون
بیا ز خسرو ذوق فغان و زاری مپرس

ترجمہ

خراب حال ہوں ، اُس چشم پر خمار سے پوچھ
یہ خستگی مری اُس لالۂ بہار سے پوچھ

نہ پوچھ دل سے مرے ، وہ تو بھول جاتا ہے
تو میری تلخی غم ، میرے حال زار سے پوچھ

ہے درد سر مرا ، اپنا خمار مستی عشق
یہ کیسے دور ہو اُس چشم پرُخمار سے پوچھ

میں تیرے در پہ پہنچ جاؤں ، یہ نصیب کہاں !
مرا مقام کسی مرد خاکسار سے پوچھ

سنے ہیں تو نے بہت ذوق و شوق کے نغمے
یہ ذوق خسرو کے اب نالہ ھائے زار سے پوچھ

خسرو

روی تو ماه سما می گوئیم
موی تو مشک ختا می گوئیم

پیش آن قامت چون نیشکرت
سرو را زهر گیا می گوئیم

دیده را خاک درت می دانیم
تا ندانی که ریا می گوئیم

طاق محراب دو ابروت ز دور
ما به بینیم و دعا می گوئیم

ترجمہ

ہم تجھے ماہ لقا کہتے ہیں
زلف کو مشکِ ختا کہتے ہیں

ہم تری قامتِ شیریں کے حضور
سرو کو زہر گیا کہتے ہیں

ہم ہیں اے دوست تری راہ کی خاک
بات بے مکر و ریا کہتے ہیں

دور ہی سے ترا طاقِ ابرو
دیکھ لیتے ہیں ، دعا کہتے ہیں

خسرو

ای فراقِ تو یار دیرینه
غم تو غمگسار دیرینه

دردِ تو میهمانِ هر روزه
داغِ تو یادگار دیرینه

ای صبا زینهار یاد دهش
گه گه از دوستدار دیرینه

چند گاهی مرا ز دل شده بود
زاری و کاروبار دیرینه

وه که باز آمدی و خسرو را
بردی از دل قرار دیرینه

ترجمہ

ہے ترا ہجر یار دیرینہ
غم ترا غمگسار دیرینہ

درد ہے روز روز کا مہماں
داغ ہے یادگار دیرینہ

اے صبا جا کے اس کو یاد دلا
ہے ترا ایک یار دیرینہ

ایک مدت سے چھوڑ بیٹھا ہے
عشق کا کاروبار دیرینہ

تو نے خسرو سے آکے چھین لیا
اس کا صبر و قرار دیرینہ

خسرو

سرو را باقد تو هستی نیست
میلش الا بسوی پستی نیست

در دهان و میانت می بینم
نیستی هست، لیک هستی نیست

زهد با عشق در نیامیزد
بت پرستی خدا پرستی نیست

مست گفتی ز عشق خسرو را
عشق دیوانگی است، مستی نیست

ترجمہ

سرو میں کوئی شان ہستی نہیں
کوئی خوبی سوائے پستی نہیں

اس دہان و میاں کے کیا کہنے
ہست ہو کر بھی کوئی ہستی نہیں

زہد کو عاشقی سے کیا نسبت
بت پرستی، خدا پرستی نہیں

تو نے خسرو کو مست عشق کہا
عشق دیوانگی ہے مستی نہیں

خسرو

تن پاکت که زیر پیرهن است
وحده' لا شریک له چه تن است

هست پیراهنت چو قطرهٔ آب
که تنک گشته بر گل و سمن است

با خودم کش درون پیراهن
که تو جانی و جان من بدن است

تا زیم در غم تو جامه درم
وز پس مرگ نوبت کفن است

ترجمہ

یہ بدن زیر پیرہن کیا ہے
اللہ ! یہ بدن کیا ہے

ہے ترے پیرہن کا اک پرتو
ورنہ حسن گل و سمن کیا ہے

مجھ کو بھی اپنے پیرہن میں سمو
چارہ اب اور جان من کیا ہے

عمر بھر میں نے کی ہے جامہ دری
بعد مرنے کے یہ کفن کیا ہے

خسرو

بی تو امید ندارم که زمانی بزیم
سهل آنست که تا چند بجانی بزیم

رخصت زیستنم نیست ز چشم تو ولی
گر دهد غمزهٔ شوخ تو امانی بزیم

چون دهان تو یقین نیست رهاکن بازی
چند گاهی که توانم به گمانی بزیم

خسروم لیک چو فرهاد شدم کشتهٔ عشق
گر بگوئی که چگونست فلانی بزیم

ترجمہ

غم فرقت میں جو جینے کا سماں ہو تو جیوں
یعنی اک جان کے بعد اور بھی جاں ہو تو جیوں

تیری آنکھیں مجھے جینے نہیں دیتیں اک پل
شوخ غمزوں سے ترے مجھ کو اماں ہو تو جیوں

بے یقینی کا یہ عالم ہو تو جینا کیسا
ایک پل بھی مجھے جینے کا گماں ہو تو جیوں

یوں تو خسرو ہوں پہ فرہاد سا ہوں کشتۂ عشق
گر مجھے تیری توجہ کا گماں ہو تو جیوں

خسرو

دلی دارم زهجران پاره پاره
جگر هم گشته پنهان پاره پاره

بیاکت بینم و همچو سپندی
بر آتش افگنم جان پاره پاره

چه خوش حالی که گردم گرد کویت
دلی پر خون ، گریبان پاره پاره

ز پیوندت نخواهد شد جدا دل
کنیش ار خود به پیکان پاره پاره

بکویت کرده ام شب گریهٔ خون
جگر اینک بدامان پاره پاره

ترجمہ

ہوئے غم میں دل و جاں پارہ پارہ
ہوئے ہیں دونوں پنہاں پارہ پارہ

کروں میں تیرے روئے آتشیں پر
نچھاور یہ دل و جاں پارہ پارہ

کہاں قسمت کہ جاؤں اس گلی میں
لیے اپنا گریباں پارہ پارہ

جدا تجھ سے کبھی یہ دل نہ ہوگا
کرے تو لاکھ اے جاں پارہ پارہ

مری ان خونفشاں آنکھوں سے شب کو
جگر تھا تابداماں پارہ پارہ

خسرو

نوبهار است و گل و موسم عید اے ساقی
باده نوش وگذر از وعد و وعید اے ساقی

حاصل از عمر ندارد بجزاز حسرت و درد
هر که عید است ز میخانه بعید اے ساقی

گشت پیمانه چو تسبیح روان در کف شیخ
تا ز لعل تو یکی جرعه چشید اے ساقی

روز محشر نبود هیچ حسابش بیقین
هرکه در کوی مغان گشت شهید اے ساقی

بارها کرده بدم توبه زمی باز مرا
چشم مست تو بمیخانه کشید اے ساقی

ترجمہ

عید ہے ، موسم گل کی ہے فضا اے ساقی
چھوڑ یہ وعدے ، اٹھا جام ، پلا اے ساقی

تیرے میخانے سے کیا آس کو ملا اے ساقی
عید کے روز بھی جو پی نہ سکا اے ساقی

شیخ کے ہاتھ میں ہے صورت تسبیح رواں
تیرے لب نے آسے کیا جام دیا اے ساقی

کیا عذاب اور ثواب اس کے لیے روز حساب
وہ جو میخانے میں جاں دے کے اٹھا اے ساقی

کر کے توبہ میں چلا آیا تھا میخانے سے
تیری مست آنکھوں نے پھر کھینچ لیا اے ساقی

خسرو

ای نسیم صبح دم یارم کجا ست
غم ز حد بگذشت دلدارم کجا ست

خواب در چشمم نمی آید بشب
آن چراغ چشم بیدارم کجا ست

دوست گفت آشفته گرد و زار باش
دوستان آشفته و زارم ، کجا ست

نیستم آسوده از کارش دمی
یار آن آسوده از کارم ، کجا ست

تا بگوش او رسانم حال خویش
ناله‌های خسرو زارم کجا ست

ترجمہ

اے باد صبا وہ مرا دلدار کہاں ہے
غم حد سے گزرنے لگا، غمخوار کہاں ہے

کافور ہوئی نیند مری ظلمت شب میں
وہ روشنی دیدۂ بیدار کہاں ہے

چاہا تھا کسی نے کہ پریشاں ہو دل زار
لو ہو گیا آشفتہ دل زار، کہاں ہے

میں حال سے اس کے کبھی غافل نہیں اک پل
پر مجھ سے ہے غافل مرا دلدار کہاں ہے

میں جا کے کہوں ہے اس سے ترا حال پریشاں
خسرو کی سی بے تابی گفتار کہاں ہے

خسرو

از دو زلف تو شکن وام کنم
وز برای دل خود دام کنم

از پیِ آنکه برویت نرسد
چشم بد را بسخن رام کنم

تا تو ننمائی رو ، گیرم زلف
تا رخت چاشت کند ، شام کنم

چشم از زلف سیاه تو کشم
گله از محنت ایام کنم

نیست حلوای تو بهر خسرو
چه بدان لب طمع خام کنم

ترجمہ

گیسوۓ یار ایک کام کروں
دل کو پھر سے اسیر دام کروں

رخ سے تیرے رہے چشم بد دور
ایسا باتوں سے آسے رام کروں

ڈھانک لوں زلف سے تیرا چہرہ
صبح نظارہ کو میں شام کروں

تیری زلفوں سے ہٹا لوں نظریں
گلۂ گردش ایام کروں

لب شیریں نہیں قسمت میں مری
خسرو پھر کیوں ہوسِ خام کروں

خسرو

روی یار از سبزۂ تر بوستانی یافت نو
چشم من بہر تماشا گلستانی یافت نو

تا لب آو در ته هر موی خط جان نمود
بنده ز آن لب در ته هر موے جانی یافت نو

بسکه نو نو داستانت فتنه شد بر هر زبان
هر زبان از قصه من داستانی یافت نو

بسکه سودم روی زرد خویش برخاک درت
باد هر دم ز آستانت زعفرانی یافت نو

ترجمہ

حسن کو اک لہلہاتا بوستان نو ملا
چشم نظارہ کو میری گلستان نو ملا

ان لبوں میں تازہ موج زندگی رقصاں ہوئی
لذت بوسہ کو اک پیغام جان نو ملا

مجھ سے قصہ سُن کے ہر اک تیرا گرویدہ ہوا
ہر زباں کو گویا ذوق داستان نو ملا

تیری خاک در پہ رکھا میں نے اپنا روئے زرد
آستاں مہکا ، ہوا کو زعفران نو ملا

خسرو

از من ای ساده پسر دور مشو
بر شکسته مگذر ، دور مشو

مردنم از غم تو نزدیک است
یک زمانیم ز سر دور مشو

تری دیده پر خون دیدی
وه کزین دیدۂ تر دور مشو

مرو از پیش من و بہر خدا
مطلق از پیش نظر دور مشو

ترجمہ

ہرچند بے نیاز ہے مجھ سے مگر نہ جا
یوں مجھ کو چھوڑ کر مرے جان نظر نہ جا

جاں آگئی ہے میری لبوں پر ذرا ٹھہر
پل بھر کے واسطے بھی ادھر سے آدھر نہ جا

تو دیکھ ہی چکا ہے مری حالت زبوں
ہے کیسی خونفشاں یہ مری چشم تر، نہ جا

ہے منتظر تری، نگہہ واپسیں مری
اے آخری امید وصال نظر، نہ جا

خسرو

اے در دل من چو جان نشسته
در سینه درون نهان نشسته

بالاست که راست کرده تیری است
تیری است بمغز جان نشسته

جان بر لبم آمد و نرفته
تا نام تو بر زبان نشسته

من غرقه و دست و پا زنان وای
میخند تو بر کران نشسته

ترجمہ

آتا نہیں نام گو زباں پر
تو نقش ہے مری لوح جاں پر

قد تیرا ہے اک کھنچا ہوا تیر
وہ تیر کہ آ لگا ہے جاں پر

جاں آکے لبوں پہ رک گئی ہے
نام آیا ترا مری زباں پر

منجدھار میں کھا رہا ہوں غوطے
ساحل پہ کھڑا ہے تو کہاں پر

خسرو

اے همنفساں که پیش یارید
ایـن شکر چرا نمی گـذارید

ای دیده و دل اگر بگریید
شاید که شما گناهگارید

ای محنت و غم سگ شمایم
کز دوست مرا بیادگارید

ای طائفه ای که درد تان نیست
هیهات که در کدام کارید

گر در دل تان غمی نگنجد
بر سینهٔ خسروش گمارید

ترجمہ

اس جان جہاں کے پاس ہو تم
اس بات کا شکر ادا کرو تم

اے دیدہ و دل تڑپ رہے ہو
شاید کہ گناھگار ہو تم

اے درد و الم تمھارے قرباں
اس دوست کی یادگار ہو تم

کیا لوگو تمھاری زندگی ہے
چھوٹا سا بھی غم نہ سہ سکو تم

جو درد تمھیں نہ راس آئے
خسرو کے لیے وہ چھوڑ دو تم

خسرو

آن سرو خرامنده که جستم، ببر آمد
وان بخت که پیش آمده بد، پیشتر آمد

بر لالهٔ گلبرگ دماغم رسد امروز
کز زلف توام بوی نسیم سحر آمد

آئینهٔ جان روی نما می کشمت بیش
کائینه رخسار توام در نظر آمد

در مردم من، مردمک دیده نگنجد
اکنون که مرا روی تو در چشم تر آمد

ترجمہ

اس سرو خراماں کے پہنچنے کی خبر آئی
وہ پہلو میں آ بیٹھا، خبر دل میں اتر آئی

رقصاں ہے تصور میں مرے لالۂ گلبرگ
زلفوں سے تری بوی نسیم سحر آئی

اے جان مرا آئینہ جاں تجھ پہ تصدق
آئینہ رخ کی ترے تصویر نظر آئی

آنکھوں میں سماتیں نہیں خود مری نگاہیں
آڑے مری نظروں کے مری چشم تر آئی

خسرو

عاشق شدم و محرم این کار ندارم
فریاد که غم دارم و غم خوار ندارم

یک سینه پر از قصهٔ هجر است و لیکن
از تنگ دلی طاقت گفتار ندارم

آن عیش که یاری دهدم صبر، ندیدم
وان بخت که پرسش کندم یار، ندارم

مرگم ز تو دور افگند، اندیشه ام این است
اندیشه ازین جان گرفتار ندارم

چون شد دل خسرو ز نگهداشتن راز
چون هیچکسی محرم اسرار ندارم

ترجمہ

عاشق ہوں کوئی محرم اسرار نہیں ہے
ہوں غمزدہ، صد حیف کہ غم خوار نہیں ہے

سینے میں تپاں ہیں مرے سو ہجر کے قصے
کیا بات کروں طاقت گفتار نہیں ہے

میں ضبط کروں یہ بھی مجھے تاب نہیں ہے
میں حال کہوں، دلبر دلدار نہیں ہے

ڈر ہے کہ بہت دور چلا جاؤں گا تجھ سے
جاں دینے سے ورنہ مجھے انکار نہیں ہے

اس راز کے اخفا سے ہوا خوں دل خسرو
صد حیف کوئی محرم اسرار نہیں ہے

خسرو

آن دل که دایمش سر بستان و باغ بود
گوئی همیشه سوخته‌ٔ درد و داغ بود

هر خانه دوش داشت چراغی و جان من
می سوخت و بخانه‌ٔ من این چراغ بود

من بے خبر فتاده در آن کوی مرده وار
نالیدنم صدائی غلیواژ و زاغ بود

دی در چمن شدی و ز بوی توشد خراب
بلبل که بویها ز گلش در دماغ بود

رفتم بسوی باغ و بیادت گریستم
بر هر گلی وگرنه کرا یاد باغ بود

ترجمہ

دل میں مرے جو ولولۂ سیر باغ تھا
جیسے ہمیشہ سوختۂ درد و داغ تھا

ہر گھر میں اک چراغ تھا روشن مگر یہ دل
جلتا رہا، یہی مرے گھر میں چراغ تھا

کل میں تھا اس کی کوچے میں بسمل پڑا ہوا
نالوں میں میرے شائبۂ شور زاغ تھا

بلبل تمہارے حسن کی خوشبو میں کھو گئی
پھولوں میں رہ کے جانے کہاں پر دماغ تھا

میں جا کے تیری یاد میں ہر گل پہ رو دیا
ورنہ یہاں کسے سر و سودائے باغ تھا

خسرو

یا رب آن روی است یا گلبرگ خندان در نظر
یا رب آن بالاست یا سرو خرامان در نظر

ای خوش آن ساعت که بینم آن رخ وگیرم لبش
بادهٔ خوش بر کف وگلنار خندان در نظر

در تو می بینم ز دود دل ز حسرت بیقرار
تشنه را کے سود دارد آب حیوان در نظر

یکزمان از دل فرونائی همه شب تا بروز
گر چه باشد تا بروزم ماه تابان در نظر

در نظرها صورت جان گر نیاید گومیا
در تو بینم کایدم چیزی به از جان در نظر

ترجمہ

روئے جاناں ہے کہ ہے گلبرگ خنداں سامنے
ہے قدِ زیبا کہ ہے سرو خراماں سامنے

آج میں ہوں اور لب و رخسار جاناں سامنے
جام رنگیں ہاتھ میں ، گلنار خنداں سامنے

پاس تو ہے اور دل کی بے قراری ہے وہی
تشنہ لب ہوں اور ہے اک آب حیواں سامنے

تیرے رخ پر اک نظر کافی ہے تسکیں کے لیے
لاکھ ہوں نظارہ ہائے ماہ تاباں سامنے

جان کی پروا نہیں ، یہ جان جاتی ہے تو جائے
جان سے بڑھ کر ہے تو اے جان جاناں سامنے

خسرو

کار دلم از دست شد ، ای دلربا فریاد رس
تنها فراقم می کشد آخر بیا فریاد رس

تا چند بر من دمبدم ، از هجر عاشق کش ستم
بهر منت گر نیست غم ، بهر خدا فریاد رس

تا کَی رقیبت هر زمان در خون ما گوید سخن
یا هم بدمست خود زمن خونریز یا فریاد رس

تا از تو دلبر مانده‌ام ، بیخواب و بیخود مانده‌ام
چون در غمت در مانده‌ام در مانده را فریاد رس

آن هر دو چشم دلستان از عالمی بر بود جان
یک جان خسرو را از آن هر دو بلا فریاد رس

ترجمہ

دل ھاتھ سے جاتا رہا ، اے دلربا فریاد سن
مارا ھوا ھوں ھجر کا آ بے وفا فریاد سن

کب تک یہ مجھ پر دمبدم درد جدائی کے ستم
تجھ کو نہیں گر میرا غم بہر خدا فریاد سن

کب تک رقیب روسیہ تجھ سے کریگا مشورہ
ھو خود ھی خنجر آزما ، یا آپ آ فریاد سن

کب تک یہ میری بیدلی، یہ بیکسی یہ بے بسی
آ چارۂ بے چارگی کر آپ یا فریاد سن

آنکھیں ھیں تیری کیا بلا تنگ آگئی خلق خدا
کس دکھ میں ھے خسرو ترا آکر ذرا فریاد سن

خسرو

رفتی و شد بی تو جانم زار باز آ و ببین
سینهٔ دارم ز هجر افگار باز آ و ببین

بر سر راه تو زان بادے که از سویت رسید
دیدهٔ من پرخس و پرخار باز آ و ببین

گر بیائی و به بینی حال من از گفت من
بو که بزیم جان من یکبار باز آ و ببین

چون تورفتی از من ومن ازخود اکنون لطف کن
گاه رفتن آخرین دیدار باز آ و ببین

گر نه دیدی سوزش مجنون ز درد و داغ عشق
درد و داغ خسرو غمخوار باز آ و ببین

ترجمہ

غم سے کیا ہے میرا حال زار آ اور دیکھ لے
ھجر میں یہ سینۂ افگار آ اور دیکھ لے

تیری رہ سے جب کوئی جھونکا ھوا کا آ گیا
ھو گئیں آنکھیں مری پر خار آ اور دیکھ لے

تو جو آئے اور سن لے مجھ سے میرا حال زار
جی اٹھوں شاید میں پھر اک بار آ اور دیکھ لے

تو جُدا مجھ سے ھوا تھا اور میں اپنے آپ سے
اس گھڑی وہ آخری دیدار آ اور دیکھ لے

تو نے گر دیکھا نہیں مجنوں کا درد و سوز عشق
درد و سوز خسرو غمخوار آ اور دیکھ لے

خسرو

فزون شد عشق جاناں روز تا روز
کجا زین پس شب ما و کجا روز

ز بیہوشی ندانم روز و شب را
شبم گوئی یکے گشت است با روز

چه خفتی خیز اے مرغ سحر خیز
ترا روزی همی باید مرا روز

مگو جانا که روزے بر تو آیم
ندارد چون شب اندوه ما روز

چه عیش است این که خسرو را به هجرت
شود هر شب به زاری و دعا روز

ترجمہ

اگر یوں ھجر میں بڑھتا گیا دن
پھر اپنی رات کیسی اور کیا دن

خبر مجھ کو نہیں کچھ روز و شب کی
سیہ راتوں میں میری کھو گیا دن

تجھے روزی ملے گی اور مجھے روز
اٹھ اے مرغ سحر لے وہ چڑھا دن

نہ کہہ مجھ سے کہ اک دن آؤں گا میں
نہیں اپنی شب اندوہ کا دن

یہ کیسی زندگی خسرو کہ ہر شب
بڑی مشکل سے آتا ھے مرا دن

خسرو

برفت آن دل که با صبر آشنا بود
چه میگویم نمیدانم کجا بود

همه شب دیده ام خفتن نداده است
که بوے گلرخ من با صبا بود

منال اے بلبل از بد عهدی گل
که تا بود است خوبے بے وفا بود

غنیمت دان وصال اے هم نشینش
خوش آن وقتے که آن دولت مرا بود

غمت بس بود، بد گفتن چه حاجت
ترا گر کشتن خسرو روا بود

ترجمہ

خدا جانے اِسے کیا ہو گیا تھا
کبھی یہ دل مرا صبر آشنا تھا

مجھے سونے دیا نہ ایک پل بھی
یہ فتنہ سب ترا باد صبا تھا

یونہی نالاں ہے جور گل پہ شبنم
یہاں جو بھی حسیں تھا بے وفا تھا

غنیمت ہے وصال، اے ہمدم دوست
کبھی یہ بخت ہم کو بھی ملا تھا

یہ غم کافی تھا آس کے مارنے کو
تجھے گر خون خسرو ھی روا تھا

خسرو

دل که به غم داد تن آرزوی جان خرید
برگ گیاهی بداد سروِ خرامان خرید

هجده هزاران جهان هر که بهای تو داد
وانگه بهفده درم یوسفِ کنعان خرید

تلخیِ هجران یار زهر هلاهل فشاند
بنده به نزدیک خویش چشمهٔ حیوان خرید

دل بوفا نه کنون جان ده و لب را نثار
کاین دل نادان من عشقِ فراوان خرید

هر که متاع وجود ریخت ببازار عشق
عُمر بقیمت فروخت ، عشق بارزان خرید

ترجمہ

دل کو کیا نذرِ غم، آرزوِ جاں ملا
گھاس کا تنکا دیا، سروِ خراماں ملا

جس نے ہزاروں جہاں دے کے خریدا تجھے
چند درم میں اسے یُوسفِ کنعاں ملا

ہجر کی تلخی نہ تھی زہر ہلاہل تھا وہ
میں یہ سمجھتا رہا، چشمۂ حیواں ملا

پاس ہے جو کچھ ترے نذرِ وفا کر اسے
اے دلِ ناداں تجھے عشقِ فراواں ملا

عشق کے بازار میں رکھ دی متاعِ حیات
عمر کی قیمت پڑی، عشق بھی ارزاں ملا

خسرو

من آن ترکِ طتار را می شناسم
من آن شوخ بد ساز را می شناسم

شبم تازه شد جان بدشنام مستی
تو بودی ، من آواز را می شناسم

به بینید تا می توانید در وی
که من آن سر انداز را می شناسم

نه بینم بسُویش ز بیم دو چشمش
که آن هر دو غماز را می شناسم

ز من پُرس ذوقِ سخن های خسرو
که من آن ره وَ ساز را می شناسم

ترجمہ

آس ستمگر، بت طناز کو پہچانتا ہوں
اس کی بے مہری انداز کو پہچانتا ہوں

کل عجب کیف میں اک مست تھا دشنام طراز
تو ہی تھا، میں تری آواز کو پہچانتا ہوں

آس کی اِس سادگی ناز سے بچ کر رہنا
آس کے شرمیلے سے انداز کو پہچانتا ہوں

آس کے چہرے پہ نظر ڈالتے ڈر لگتا ہے
آس کے دو دیدۂ غماز کو پہچانتا ہوں

پوچھ مجھ سے کہ ہے کیا ذوق سخن خسرو کا
اس کی میں طرزِ سخن ساز کو پہچانتا ہوں

خسرو

یاری که بر جدائی اویم گمان نبود
ماهی نبود آن که شبی درمیان نبود

گل آمد و بباغ رسیدند بلبلان
و آن مرغ رفته را هوسِ آشیان نبود

ز امید وصل زیستنم بود آرزو
ورنه فراقِ یار بجانم گران نبود

رفتم ببوی صحبت یاران بسوی باغ
گوئی بباغ ز آن همه گلها نشان نبود

خسرو اگر گل تو ز گلزار شد منال
دانی که هیچگه چمن بی خزان نبود

ترجمہ

جائے گا ایسے چھوڑ کے مجھ کو، گماں نہ تھا
شب کون سی تھی جب وہ مرا میہماں نہ تھا

سب آئے مرغ رفتہ نہیں آیا لوٹ کر
جیسے چمن میں اس کا کبھی آشیاں نہ تھا

میں وصل کی امید پہ زندہ ہوں ورنہ دوست
جاں کے عوض فراق کچھ ایسا گراں نہ تھا

یاروں کی یاد لے گئی مجھ کو کشاں کشاں
گلشن میں آن گلوں کا کہیں بھی نشاں نہ تھا

گلشن سے چل بسا گُل خسرو تو کیا ہوا
یہ دھر تو کبھی چمن بے خزاں نہ تھا

خسرو

تنگ نبات چون بود لب بکشا که همچنین
آب حیات چون رود خیز و بیا که همچنین

هر که بگویدت که تو دل بچه شکل می بری
از سر کوی ناگهان مست بر آ که همچنین

هر که بگویدت که جان چو بود اندرون تن
یک نفسی بیا نشین در بر ما که همچنین

هر که بگویدت که گل خنده چگونه می زند
غنچهٔ شکرین خود باز کشا که همچنین

هر که نخواند هیچگه نامه عشق چون بود
قصهٔ حال خسروش باز نما که همچنین

ترجمہ

موج شکر ہے چیز کیا موجۂ لب ہلا کہ یوں
آب حیات ہے رواں ، چل کے ذرا دکھا کہ یوں

گر کوئی پوچھے جان جاں شیوۂ دلبری ہے کیا
آ کسی رہ سے ناگہاں مستی میں جھوم جا کہ یوں

پوچھے اگر کوئی ہے کیا یہ تن وجاں کا ماجرا
اک گھڑی کے لیے ذرا پہلو میں بیٹھ جا کہ یوں

تجھ سے اگر کوئی کہے ہنستا ہے پھول کس طرح
سرخوشیِ جواب کے کیف میں مسکرا کہ یوں

گر نہ کسی نے ہو پڑھا ، نامۂ عشق شے ہے کیا
خسرو کا حال جانگزا پڑھ کے اسے سنا کہ یوں

خسرو

مرا با تو که شب بیداری بود
ز تو نازی و از من زاری بود

نبد جای دلیری در غم عشق
که بخت خفته را بیداری بود

صبوری گرچه بس دیوانگی کرد
شبش با آشنایان یاری بود

به شغل دیدنت خوش بود جانم
اگرچه خلق را بیکاری بود

فراوان گرم پرسی کرد آن هم
ز آب دیده ام دلداری بود

جمالت آشتی داد آنکه یک چند
میان جان و تن بیزاری بود

ترجمہ

آہ وہ رات بھر کی بیداری
تھا اُدھر ناز اور اِدھر زاری

غم تھا افسردگی کے عالم میں
بخت کو راس آئی بیداری

صبر ہوتا ہے یوں تو بیگانہ
رات تھی اس کی یاروں سے یاری

میں تھا تیرے جمال سے سرشار
لوگ تھے محوِ شغل بیکاری

اس نے کچھ ایسے پرسشِ غم کی
آ گئی اس میں شان دلداری

ہو گئی دور لمحہ بھر کے لیے
جان کو تن سے تھی جو بیزاری

خسرو

ای کاش مرا با تو سروکار نبودی
تادیده و دل هر دو گرفتار نبودی

بر داشتمی این دل در گوشه فتاده
گر از غم و اندیشهٔ گرانبار نبودی

مُردم ز جفای تو و کس زنده نماند
در عالم اگر یار وفادار نبودی

دشوار شد احوال من و دوست نداند
گر دوست بدانستی ، دشوار نبودی

خسرو اگرت دیده بخوبان نفتادی
از غمزهٔ خوبان دلت افگار نبودی

ترجمہ

اے کاش مجھے تجھ سے سروکار نہ ہوتا
دل میرا محبت میں گرفتار نہ ہوتا

میں خود ہی اٹھا لاتا تڑپتے ہوئے دل کو
یوں بوجھ سے غم کے جو گرانبار نہ ہوتا

یہ جور و ستم تیرے تو اک آفت جاں تھے
دنیا میں اگر یار وفادار نہ ہوتا

دشوارئ غم کا اسے احساس نہیں ہے
ورنہ یہ مرا حالِ دلِ زار نہ ہوتا

کرتا نہ جو اس طرح حسینوں کا نظارہ
یوں خسروِ بیچارہ دل افگار نہ ہوتا

خسرو

تن پیر گشت و آرزوے دل جوان هنوز
دل خون شد و حدیث بتان بر زبان هنوز

عمرم بآخر آمد و روزم بشب رسید
مستی و بت پرستی من همچنان هنوز

عالم تمام پُر ز شهیدان خسته گشت
تُرک مرا خدنگ بلا در کمان هنوز

بیدار ما ند شب همه خلق از نفیر من
وان چشم نیم مست بخواب گران هنوز

هر دم کرشمه های وی افزون و آنگهی
خسرو ز بند آو به امید امان هنوز

ترجمہ

بوڑھا ہوں ، پر ہے آرزوے دل جواں ابھی
دل خوں ہوا ، زباں پہ ہے ذکر بتاں ابھی

صبح حیات ڈوب گئی شامِ زیست میں
سرمستیوں کا میری وہی ہے سماں ابھی

لاشے تڑپ رہے ہیں شہیدوں کے ہر طرف
اس تُرک کے ہے ہاتھ میں تیر و کماں ابھی

نالوں سے میرے رات سبھی جاگتے رہے
طاری ہے چشم مست پہ خواب گراں ابھی

واں جور کا یہ حال ، یہ خسرو کو دیکھیے
دل میں لیے ہوئے ہے امید اماں ابھی

خسرو

گرچه ز خوی نازکت سوخته گشت جان من
سوی تو میکشد هنوز این دل ناتوان من

بسکه تو شوخ و دلبری گم شود ار دل کسی
گرچه که دیگری برد، بر تو بود گمان من

خواب نماند خلق را در همه شهر از غمت
دور شنیده میشود در دلِ شب فغان من

دور مکن ز دامنش گرد من ای صبا از آنک
در رهِ آو ازین هوس، خاک شد آستخوان من

ترجمہ

گو تری خوے ناز نے کر دیا نیم جاں مجھے
پھر بھی آدھر ہی لے چلا یہ دل ناتواں مجھے

تو ہے وہ شوخ دلربا ، دل جو کسی کا کھو گیا
گرچہ تھا کام اور کا، تجھ پہ ہوا گماں مجھے

شور سے سارے شہر میں خلق خدا نہ سو سکی
لے گئی دور دور تک رات مری فغاں مجھے

میں تو آسی کی چاہ میں ، ہو گیا خاک راہ میں
دیکھ صبا اڑا نہ دے جان کے رائگاں مجھے

خسرو

سبزه ها نو دمید و یار نیامد
تازه شد باغ و آن نگار نیامد

خوبرویان بسی بدیدم لیک
دلِ گم گشته برقرار نیامد

باچنین آه و اشک چو باران
شاخ امید من ببار نیامد

خون دل خوردم وبسوختم ، آری
برکس آن باده خوشگوار نیامد

ترجمہ

سبزہ مہکا ہے حیف یار نہیں ہے
باغ ہے ، جانِ نو بہار نہیں ہے

ہر طرف جلوے خوبروؤں کے ہیں
کیا کروں دل ہی برقرار نہیں ہے

لاکھ اشکوں نے آبیاری کی ہے
کوئی امید برگ و بار نہیں ہے

خونِ دل پی کے جل اٹھا میں ہاں
یہ مےِ غم ہے ، خوشگوار نہیں ہے

خسرو

دلبر من دوش که مهمان رسید
در شب هجرم مهِ تابان رسید

ذره نم از پرتو خورشید یافت
مورچه را ملک سلیمان رسید

سایه صفت پست شدم زیر پاش
چون بمن آن سرو خرامان رسید

آتش دل کشته شد و من شدم
زنده چو آن چشمهٔ حیوان رسید

زیستنم باز مبارک که باز
در تن مرده قدمِ جان رسید

ترجمہ

آج یہ کون سا مہماں آیا
شب غم میں مہ تاباں آیا

ذرے کے سینے میں آترا خورشید
مور کے گھر میں سلیماں آیا

میں گرا پاؤں پہ سایہ بن کر
کون سا سروِ خراماں آیا

پھر سے آسودہ ہوئے یہ دل و جاں
جونہی وہ چشمۂ حیواں آیا

تن میں پھر تازگی جاں آئی
پھر کوئی خلد بداماں آیا

خسرو

ای فتنه ز چشم تو نشانی
بالاے تو آب زندگانی

دود از دل عاشقان بر آرد
حسن تو ز آتشِ جوانی

هر شب منم و خیال زلفت
شبهای دراز و پاسبانی

من خواهم داد جان به عشقت
هر چند تو قدر آن ندانی

خسرو که بمرد ، زنده گردد
گر دم دهدش مسیح ثانی

ترجمہ

فتنہ تری آنکھ کی نشانی
قد تیرا ہے آب زندگانی

عشاق کے دل جلا دیے ہیں
توبہ تری آتشِ جوانی

رات اور خیال زلف و عارض
شب ہاے دراز و پاسبانی

میں نے تو لٹا دیے دل و جاں
پر قدر نہ تو نے اس کی جانی

خسرو کو حیات تازہ مل جائے
دم پھونکے اگر مسیح ثانی

خسرو

سوی من بین که ز هجرت بگداز آمده ام
روی بنمای که پیشت به نیاز آمده ام

به سرِ زلفِ درازت کششی داشتمی
زان کشش کرده به شب های دراز آمده ام

گر در ابروی تو بینم من مدهوش ، مرنج
چه کنم مست به محرابِ نماز آمده ام

از تو رفتم چه کنم صبر چو نتوانستم
اینک آشفته و عاجز شده ، باز آمده ام

ترجمہ

لے کے نذرانۂ صد عجز و نیاز آیا ہوں
بن کے آتشکدۂ سوز و گداز آیا ہوں

دل پہ چھائی رہی زلفوں کی درازی کی کشش
کس طرح کاٹ کے شب ہائے دراز آیا ہوں

تیرے ابرو پہ نظر پڑ گئی مدھوشی میں
مست ہوں ، جانب محراب نماز آیا ہوں

میں گیا تھا مگر اس دل نے کیا پھر مجبور
ہو کے آشفتہ سراپائے نیاز آیا ہوں

خسرو

جانا شبی بکوی غریبان مقام کن
چون جان دهیم در کف پایت، خرام کن

می کت حلال باد بنوش و خرام کن
بر زاهدانِ صومعه تقویٰ حرام کن

داری بزیر غمزه و لب مرگ و زندگی
تا چند جان دهم بزبان ناتمام کن

ای دل چو سوختی ز هوس‌های خام خویش
عمر عزیز در سر سودای خام کن

خسرو نظر در آن رخ و وانگه حدیث صبر
اندازهٔ تو نیست، زبان را بکام کن

ترجمہ

پردیسیوں کے گھر میں کبھی آ قیام کر
ہم تجھ پہ جان نثار کریں تو خرام کر

مے تجھ کو تو حلال ہے پی اور خرام کر
اِن زاہدان خشک پہ تقویٰ حرام کر

ہے تیرے زیر غمزۂ و لب مرگ و زندگی
غمزے سے کام لے، کبھی لب سے کلام کر

اب زندگی گزار دے سودائے خام میں
کس نے کہا تھا تجھ سے ہوس ہائے خام کر

کرتا ہے اس کے رو برو خسرو حدیث صبر
بس روک لے زبان کو، قطع کلام کر

خسرو

دیدم بلای ناگهان عاشق شدم ، دیوانه هم
جانم بجان آمد همی از خویش و از بیگانه هم

دیوانه شد زو عشق هم ، ناگه برآورد آتشی
شد رخت شهری سوخته خاشاک این ویرانه هم

شمع اند خوبان کاهل دل دانند سوز داغ شان
این چاشنی ها اندکی دارد خبر پروانه هم

چون خواب ناید هر شبی، خسرو فتاده بر درت
در ماه و پروین بنگرد ، غم گوید و افسانه هم

ترجمہ

آس آفت جاں کو دیکھ کے دل، عاشق ھے اور دیوانہ بھی
ھیں سب کے سب اب دشمن جاں اپنا بھی اور بیگانہ بھی

کچھ ایسے شعلے بھڑک اٹھے، سب دشت و چمن ویران ھوئے
اس شہر کی خاکستر میں کہیں سویا ھے مرا ویرانہ بھی

ھیں شمعیں سب خوبان جہاں، ھیں اھل دل کا سوز نہاں
اس سوز درد کی لذت سے کچھ محرم ھے پروانہ بھی

یہ حال ھے غم میں خسرو کا، راتوں کو تیرے در پہ پڑا
گنتا ھے تارے، روتا ھے، کچھ کہتا ھے افسانہ بھی

خسرو

ای جان چو سخن گویم مستانه و رندانه
سر مستم و لایعقل زان نرگس مستانه

پُر شد ز سرشک خون ، جانم ز غمت آری
پُر گشته مرا آخر در عشق تو پیمانه

ای دوست سر زلفت در سینهٔ من بکشا
زنجیر نه این در را سرهاست درین خانه

با عشق دو چشمش چون رفته ز پی کویش
خسرو تو رهی رفتی رندانه و یارانه

ترجمہ

ہر حرف ہے سرمستی، ہر بات ہے رندانہ
چھائی ہے مرے دل پر وہ نرگس مستانہ

وہ اشک بہے غم میں، یہ جاں ہوئی غرق خوں
لبریز ہوا آخر یوں عمر کا پیمانہ

آ ڈال مرے دل میں زلفوں کے یہ پیچ و خم
آشفتہ سروں کا ہے آباد سیہ خانہ

واللہ کشش کیا تھی مستی بھری آنکھوں کی
یہ راہ چلا خسرو، رندانہ و مستانہ

خسرو

ای حسن تو آفت زمانه
روی تو بدلبری نشانه

از زلف تو گاهِ قبله بازی
مطروح دو رخ شده زمانه

تیرم زنی و خوشم، که باری
بشناختی‌ام بدین بهانه

گم گشته‌ای خسروا بکویش
یا ماند ترا مگر بخانه

ترجمہ

ھر آن ادائے دلربانہ
یہ حسن ھے آفت زمانہ

اس زلف دو تا کی محویت میں
دو قبلوں میں کھو گیا زمانہ

ھر تیر لگا ھے میرے دل پر
پہچان کا ھے حسیں بہانہ

تو کھو گیا اس گلی میں خسرو
یا ھو گیا تو مکین خانہ

خسرو

مرا بعشق ، دل خویش نیز محرم نیست
که می زند دم بیگانگی و همدم نیست

تو رخ نمودی و عشاق را وجود نماند
که پیش چشمهٔ خورشید روز شبنم نیست

به زلف تو همه دلهای سرد راست گذر
وگر نه حالش ازین گونه نیز برهم نیست

هزار سال ترا بینم و نگردم سیر
ولی دریغ که بنیاد عمر محکم نیست

ترجمہ

محبت میں کوئی ہمدم نہیں ہے
مرا دل بھی مرا محرم نہیں ہے

جہاں تو ہو ، وجود عاشقاں کیا
جہاں خورشید ہے شبنم نہیں ہے

سمایا ہے دلوں کا درد اس میں
یہ زلف اتنی یونہی درہم نہیں ہے

تجھے تو میں ہزاروں سال دیکھوں
مگر یہ زندگی محکم نہیں ہے

خسرو

رسید فصل گل باد عنبر افشان است
نگارخانه جانان ، بهشتِ رضوان است

به سرو باغ که بیند کنون که در هر باغ
هزار سرو بهر گوشهٔ خرامان است

عجب که جام نمی آفتد از کفِ نرگس
چنانکه او بغنودن فتان و خیزان است

بگوشه‌های چمن برگ‌گل چو نرمهٔ گوش
درآو ز قطره نگر تا چو دُرِّ غلطان است

چنین‌که نرگس و گل چشم را بصحن چمن
همی نهند مگر آستان سلطان است

ترجمہ

بہار آئی ہے اور باد عطر افشاں ہے
نگار خانہ جاناں، بہشت رضواں ہے

کہو تو اب کوئی سرو چمن کو کیا دیکھے
کہ گوشے گوشے میں سرو حسیں خراماں ہے

مجال کیا کفِ نرگس سے جام گر جائے
اگرچہ ذوق کی سرمستیوں میں رقصاں ہے

یہ ھلکی ھلکی سی دھوپ اور یہ رقصِ موج نسیم
جہاں بھی قطرۂ شبنم ہے دُرِّ غلطاں ہے

کچھ اس طرح گل و نرگس ہیں محوِ نظارہ
کہ جیسے صحن چمن آستانِ سلطاں ہے

خسرو

اے بی خبر ز دیدهٔ بیخوابِ عاشقان
تا سوخته دلت ز تف و تابِ عاشقان

ذکر لب و دهان تو تسبیح بیدلان
نعل ُسم سمند تو محرابِ عاشقان

شب خواب دیدمت به بر خویشتن ولی
آن بخت کو که راست شود خوابِ عاشقان

یک شب به میهمانیِ خونابهٔ من آی
تا بیخبر شوی ز می نابِ عاشقان

گرچه درون حجرهٔ جانهاست جای تو
هم ایمنی خطاست ز ُپرتابِ عاشقان

ترجمہ

دل میں ترے نہیں ہے تب و تاب عاشقاں
کیا جانے کیا ہے دیدۂ بے خواب عاشقاں

ذکر لب و دہن ترا، تسبیح بیدلاں
نعل سمند ناز ہے محراب عاشقاں

کل رات خواب میں تھا مرا ہمکنار تو
پر اتنا خوش نصیب کہاں خواب عاشقاں

آ دیکھ پی کے جرعۂ خونابۂ جگر
ہے کتنی پر سرور مے ناب عاشقاں

ہر چند میرے حجرۂ جاں میں نہاں ہے تو
اک تیر بے خطا ہے یہ پرتاب عاشقاں

خسرو

چو خواهم با تو حالِ خود بگویم ، جا نمی یابم
وگر پیدا کنم جامی ، ترا تنها نمی یابم

بجان و دل ترا جویم اگر ناگاه پیش آئی
زشادی دست و پا گم میکنم ، خود را نمی یابم

تعالی الله چه گلزاری است حسن عالم افروزت
که گل در باغ خوبی چون رخت زیبا نمی یابم

ندارد هیچ پروای بحالِ زارِ مسکینان
کسی را از بتان مثلِ تو بی پروا نمی یابم

بکویت عاشقان مستند ، اما در رهِ عشقت
بسانِ خسرو دیوانهٔ شیدا نمی یابم

ترجمہ

میں رازِ دل کہوں ، موقع کوئی ایسا نہیں ملتا
جو قسمت سے میسر ہو تو ُتو تنہا نہیں ملتا

ہے تیری جستجو لیکن یہ محویت کا عالم ہے
اچانک تو جو مل جائے نشاں اپنا نہیں ملتا

تعالی اللہ کیا گلزار ہے تیرا رخِ زیبا
کہ باغِ دھر میں تجھ سا گلِ رعنا نہیں ملتا

نہیں ہے تجھ کو مسکینوں کے حالِ زار کی پروا
زمانے بھر میں تجھ سا کوئی بے پروا نہیں ملتا

بہت ہیں عاشقانِ مست یوں تو راہِ الفت میں
پہ خسرو سا کوئی دیوانۂ شیدا نہیں ملتا

خسرو

بگویم حال خویشت لیک از آزار می ترسم
وگر ندهم برون ز اندیشهٔ گفتار می ترسم

معاذ الله که از مردن بترسم در غمت لیکن
ز داغِ دوری و محرومیِ دیدار می ترسم

تو شب در خواب مستی و مرا تا روز بیداری
مخسپ ایمن که من زین دیدهٔ بیدار می ترسم

جوانی، خنده بر خوننابهٔ پیران مکن زیرا
تو میخندی و من زین گریهٔ بسیار می ترسم

ز دردِ من دلت هرسوی زحمت میکندلیکن
ز بی سامانی بخت پریشان کار می ترسم

ترجمہ

گر کہوں راز تو آزار سے ڈر لگتا ہے
نہ کہوں، شیوۂ گفتار سے ڈر لگتا ہے

غم میں جاں دینے سے ڈرتا نہیں لیکن مجھ کو
اپنی محرومیِ دیدار سے ڈر لگتا ہے

مستیِ خواب کو تیری کہیں برہم نہ کرے
مجھ کو اس دیدۂ بیدار سے ڈر لگتا ہے

تو جواں ہے کہیں ہنس دے نہ مری پیری پر
مجھ کو اس گریۂ بسیار سے ڈر لگتا ہے

تو اٹھاتا ہے مرے درد سے زحمت کیا کیا
اور مجھے بخت زیاں کار سے ڈر لگتا ہے

خسرو

آنکه جان گویند خالقی آن توئی
وانکه شیرین‌تر بود از جان توئی

شهرِ دل ویران شد از بیداد تو
ورچه ویران تر شود، سلطان توئی

از گران جانیِ من جانا مرنج
چون درونِ جانِ من پنهان توئی

در بلای فتنه نتوان زیستن
دیر زی گرچه یکی زیشان توئی

درد خسرو هر زمان افزون ترست
از که گیرم عیب چون درمان توئی

ترجمہ

جاں جسے کہتے ہیں وہ جاناں ہے تو
جان سے بھی شیریں تر اے جاں ہے تو

شہرِ دل کو تو نے ویران کردیا
اور بھی ویران کر، سلطاں ہے تو

ہے گراں، میری گراں جانی تجھے
دیکھ میری جان میں پنہاں ہے تو

اس بلائے فتنہ میں جیتا ہے کون
کیا کروں خود فتنوں کا ساماں ہے تو

دردِ خسرو روز افزوں ہی سہی
فکر کیا ہے درد کا درماں ہے تو

خسرو

رخ آن شوخِ پنهانی به بینید
کمالِ صنعِ یزدانی به بینید

درآن شکل و درآن چشم و درآن رُو
همه عالم به حیرانی به بینید

منِ بیچاره را کشته است خوش خوش
همی خندد، پشیمانی به بینید

چه داریدم زعشق اے دوستان باز
رخ آن دشمنِ جانی به بینید

مرا از ناله وز آه و دم سرد
ز دل تا سینه ویرانی به بینید

همی جوید وفا از خوبرویان
دلم را حدِ نادانی به بینید

ترجمہ

جمال دلبر جانی تو دیکھو
ظہور صنع یزدانی تو دیکھو

سب اس کے حسن میں کھوئے ہوئے ہیں
جہاں والوں کی حیرانی تو دیکھو

مجھے برباد کرکے ہنس رہا ہے
ستمگر کی پشیمانی تو دیکھو

مجھے تم عشق سے کیوں روکتے ہو
ادائے دشمن جانی تو دیکھو

نہیں دل میں مرے جز نالہ و آہ
مرے سینے کی ویرانی کی تو دیکھو

حسینوں سے وفا کی ہیں امیدیں
ذرا اس دل کی نادانی تو دیکھو

خسرو

سخن پیش رخش زیبا مگوئید
حدیث لاله خود آنجا مگوئید

همی گویند کآن یکتا چه نیکوست
در آو شرحیست کان یکتا مگوئید

پیامی بشنوید از من و لیکن
نباشد یار تا تنها، مگوئید

بگوئیدش غم و رنج من و دل
و لیکن از زبانِ ما مگوئید

چه باشد ابر پیش چشم خسرو
ببازی قطره با دریا مگوئید

ترجمہ

کسی شے کو وہاں اچھا نہ کہنا
گل رعنا کو بھی رعنا نہ کہنا

جمال و حسن میں یکتا سہی وہ
مگر کچھ بات ہے، یکتا نہ کہنا

مرا پیغام لے کر جاؤ، لیکن
نہ جب تک یار ہو تنہا، نہ کہنا

سنا دینا مرا سب حال اس کو
زباں سے تم مری اصلا نہ کہنا

کہاں ابر اور کہاں وہ چشم خسرو
یونہی قطرے کو تم دریا نہ کہنا

خسرو

ساقیا! باده ده امروز که جانان اینجاست
سرِ گلزار نداریم که بستان اینجاست

وگرم نقل و شرابی نبود، گو کم باش
گریهٔ تلخ و شکر خندهٔ پنهان اینجاست

ناله چندین مکن ای فاخته کامشب در باغ
با گلی ساز که آن سروِ خرامان اینجاست

هم ز در باز رو ای باد، نسیم گل را
باز بر باز که آن غنچهٔ خندان اینجاست

خواه ای جان برو و خواه همی باش که من
مردنی نیستم امروز که جانان اینجاست

ترجمہ

ساقیا جام پلا آج ، کہ جاناں ہے یہاں
کس کو پروائے گلستاں ہے کہ بستاں ہے یہاں

گر نہیں نقل و شراب آج میسر تو کیا
گریۂ تلخ و شکر خندۂ پنہاں ہے یہاں

فاختہ ! آج کسی پھول سے دل بہلا لے
آج کی رات تو وہ سروِ خراماں ہے یہاں

اے ہوا آج نہ چل ، لے کے نسیم گل کو
جا پلٹ جا کہ مرا غنچۂ خنداں ہے یہاں

جان جائے کہ رہے ، مجھ کو نہیں اب پروا
آج میں مر نہیں سکتا کہ وہ جاناں ہے یہاں

خسرو

مستِ ترا به هیچ مئی احتیاج نیست
رنج مرا ز هیچ طبیبی علاج نیست

ای مه مشو مقابل چشمم که با رخش
مارا به هیچ وجه بتو احتیاج نیست

تاراج گشت ملکِ دل از جورِ نیکوان
ای دل برو که بردهِ ویران خراج نیست

نقد دلی که سکه وحدت نیافته است
آن قلب را به هیچ ولایت رواج نیست

با دوست عرضِ حاجتِ خود چند می کنی
او واقف است حاجت چندین لجاج نیست

ترجمہ

وہ مستِ حسن جسے مے کی احتیاج نہیں
میں درد مند کہ جس کا کوئی علاج نہیں

نظر کے سامنے ہے اس کا چاند سا مکھڑا
نگاہِ شوق کو اب مہ کی احتیاج نہیں

لٹا ہوا ہے مرا دل کہ ہے دہِ ویراں
کہ جس کا اب کوئی حاصل نہیں، خراج نہیں

نظر میں اہل جہاں کے یہ نقدِ دل کیا ہے
وہ قلب جس کا کسی دیس میں رواج نہیں

نہیں ہے دوست سے کچھ عرضِ حال کی حاجت
وہ جانتا ہے کوئی حاجتِ لجاج نہیں

خسرو

دزدانه در آمد از درم دوش
افگنده کمندِ زلف بر دوش

برخاستم و فتادم از پای
چون آو بنشست رفتم از هوش

هر کس که به بیندت بیک روز
ملک دو جهان کند فراموش

بی روی تو نوش می شود نیش
وز دست تو نیش می شود نوش

یک حلقه بگوشِ خسرو انداز
کو بندۂ تست و حلقه درگوش

ترجمہ

چپکے سے وہ آگیا شبِ دوش
پھیلائے کمندِ زلف بر دوش

وہ آیا تو دل خوشی میں ڈوبا
وہ بیٹھا تو کھو گئے مرے ہوش

جس نے تجھے ایک بار دیکھا
یہ دونوں جہاں ہوئے فراموش

تو پاس نہیں تو نوش ہے نیش
تو ہاتھ سے دے تو نیش ہے نوش

خسرو پہ بھی ہو نظر کرم کی
ہے تیرا قدیم حلقہ در گوش

خسرو

مائیم و شبی و یار در پیش
جامِ مےِ خوشگوار در پیش

گل آمده و خزان گذشته
دی رفته و نوبهار در پیش

وقتِ چمن و شگفته باغی
بی زحمتِ خار خار در پیش

دستم بلب و نظر بُرویش
می برکف و لاله زار در پیش

من بیہش و مستِ یار و یارم
نی مست نه هوشیار در پیش

ترجمہ

یہ رنگینیِ نو بہار اللہ اللہ
یہ جامِ مے خوشگوار اللہ اللہ

اُدھر ہیں نظر میں نظارے چمن کے
اِدھر رُو برو روے یار اللہ اللہ

اُدھر جلوۂ مضطرب، توبہ توبہ
اِدھر یہ دلِ بے قرار اللہ اللہ

وہ لب ہیں کہ ہے وجد میں موج کوثر
وہ زلفیں ہیں یا خلد زار اللہ اللہ

میں اس حالتِ ہوش میں مست و بیخود
وہ مستی میں بھی ہوشیار اللہ اللہ